روزہ میں نسیان

وَ عَـنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَـلَیْـهِ وَسَـلَّمَ: مَنْ نَسِیَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ فَـاِنَّـمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ [مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ] ـ وَلِلْحَاكِمِ: مَنْ اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ نَاسِیًا فَـلَا قَضَاءَ عَلَیْهِ وَلَا كَفَّارَةَ ـ وهو صحیح

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی روزہ دار ہو، اور وہ بھول کر کچھ کھالے یا پی لے، تو اسے چاہیے کہ اپنے روزہ کو پورا کرے۔ کیوں کہ اس کو یہ اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔ [متفق علیہ] حاکم سے یوں روایت ہے کہ اگر کوئی رمضان میں بھول کر روزہ کھول بیٹھے، تو اس پر قضا اور کفارہ واجب نہیں۔'' (یہ حدیث صحیح ہے۔)

آنکھ، کان کی حفاظت

حواسِ خمسہ میں کان اور آنکھ بہت سی خطاؤں کے مرتکب ہوتے ہیں اور بہت سی برائیوں کی راہ کھولتے ہیں، برائی اور بے حیائی کا آغاز آنکھ ہی سے شروع ہوتا ہے اور حرص وہوس کی خواہشات بھی اسی سے پلتی بڑھتی ہیں اور پھر کان انہی برائیوں کو جگہ دیتے ہیں جس سے دل و دماغ متاثر ہوتے ہیں اور زندگی میں حلال وحرام کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ اب ایسے روزہ دار جو روزہ تو رکھ لیتے ہیں مگر اس کا حق ادا نہیں کرتے ایک بزرگ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

''بہت سے روزہ دار روزے تو پابندی سے رکھتے ہیں لیکن وہ یہ فکر نہیں کرتے کہ جس چیز سے وہ روزہ افطار کر رہے ہیں وہ حلال ہے یا حرام! وہ دن بھر غیبت سے پیٹ بھرتے ہیں۔ اجنبی چہروں سے آنکھیں سینکتے ہیں اور ذرا باک نہیں کرتے، فضول گفتگو میں لگے رہتے ہیں اور شیطان انہیں اطمینان دلاتا رہتا ہے کہ آپ روزہ دار ہیں، یہ بھی شیطانی دھوکہ ہے۔''

شریعت اسلامیہ نے کان اور آنکھ کی حفاظت اور نگہبانی پر بہت زور دیا ہے، یہ بات یاد رکھیے کہ روزہ آنکھ اور کان کا بھی ہے، نہ آنکھ بدنظری کا شکار ہو اور نہ کان بری باتوں کو جگہ دیں بلکہ دل و دماغ غلط سوچ اور فکر سے مبرا ہوں۔

علامہ ہجویری رحمہ اللہ کا قول ہے: ''إِذَا صُمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعُكَ وَبَصَرُكَ وَيَدُكَ وَكُلُّ عُضْوٍ مِّنْكَ۔''

''جب تو روزہ رکھے تو چاہیے کہ تیرے کان، آنکھیں، ہاتھ اور ہر عضو روزہ کی حالت میں رہیں (تو انہیں حرام باتوں سے بچاتا رہے۔)'' قرآنِ حکیم مسلمان خواتین وحضرات کو نصیحت کرتا ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ﴾ [النور ٢٤: ٣٠، ٣١]

''مومن مردوں سے کہیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے پاکیزگی کی راہ ہے۔ اور مومن خواتین سے بھی کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی عزت وناموس کی حفاظت کریں۔ (یہ ان کے لیے شائستہ اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا راستہ ہے۔)'' قرآنِ حکیم نے اس بات کی حتمی نشاندہی کردی ہے کہ انسان کے اعضاء وجوارح کے متعلق بھی یوم جزا باز پرس ہوگی:

﴿ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾ [بنی اسرائیل ١٧: ٣٦]

''بیشک کان، آنکھ اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ اسلام انسان کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ بنانا چاہتا ہے کہ اس کی مخلوقات میں گل سرسبد وہی ہے اور اشرف المخلوقات کا تاج بھی اس کے سر پر رکھا گیا ہے۔

[شریعت اسلامیہ کے محاسن، حصہ اوّل، ص: ۵۴۔۵۶]

فہرست

فرضیت روزہ

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ﴾ [البقرة: ۱۸۵]

''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے، اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینا کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے۔''

آدابِ روزہ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

" رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ صِیَامِهِ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ قِیَامِهِ اِلَّا السَّهَرُ ۔"

[ابن ماجه: ١٦٩٠]

''بہت سے روزہ رکھنے والے جن کو سوائے بھوک کے کچھ حاصل نہیں، بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو قیام میں سوائے بیدار رہنے کے کچھ حاصل نہیں۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شب قدر ہے تو میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔[ابن ماجه: ٣٨٥٠]

''اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے۔ پس تو مجھے معاف فرما دے۔''

ہلاکت کا راستہ

اداریہ — ملک عصمت اللہ

پرویز مشرف کے قومی اور ملکی جرائم کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ آسمان کے دامن میں شائد اتنے ستارے نہ ہوں گے جتنے مشرف کے نامہ اعمال میں اس کے سیاہ اعمال درج ہیں۔ اگر کوئی انہیں بیان کرنا چاہے تو ع اِک سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

۱۹۹۹ء میں دورانِ سفر اپنے طیارے کے اغوا کا ڈرامہ رچا کر ملک میں قائم قانونی وجمہوری حکومت کا تختہ الٹ کر آئینی اور قانونی وزیراعظم کو برطرف کرنے کے بعد انہیں گرفتار کر کے اٹک قلعے میں قید کر دیا۔ اگرچہ یہ ایک ''کامیاب انقلاب'' تھا تاہم اس کی بنیاد جھوٹ اور مکروفریب پر مبنی تھی۔ پرویز مشرف نے اپنی اس قبیح حرکت کو جواز مہیا کرنے کے لیے ہزار بہانے تراشے لیکن آخر کار سچ ان کے منہ سے نکل کر رہا کہ ''نواز شریف مجھے برطرف نہ کرتے تو وہ اب تک وزیراعظم ہوتے'' گویا یہ اس امر کا اعتراف تھا کہ اس نے آئینی اور جمہوری حکومت کا تختہ محض اپنی نوکری بچانے کے لیے الٹا۔ اس ''انقلاب'' کی بنیاد قومی یا ملکی مفاد ہرگز ہرگز نہ تھا بلکہ اس کا اپنا ذاتی مفاد تھا جس کے حصول کے لیے پورے ملک کے نظام کو تہ وبالا کر کے رکھ دیا۔

سوال یہ ہے کہ قانوناً آرمی چیف کو وزیراعظم اس کے عہدے سے ہٹانے کا کا اختیار رکھتا تھا یا نہیں؟ اگر انہیں یہ اختیار حاصل تھا تو انہوں نے آرمی چیف کو اس کے عہدے سے ہٹانے کا اختیار استعمال کیا تو پرویز مشرف نے ان کے احکامات کا انکار کر کے کیا صریح بغاوت کا ارتکاب نہیں کیا؟ پاکستانی قیادت کی اطلاع اور اجازت کے بغیر بھارت کے ساتھ کارگل کی جنگ چھیڑ کر پاکستان کا بھاری نقصان بھی کرایا اور اس کی عزت ووقار کو بھی مجروح کیا اور آخر کار نواز شریف کو ہی ''ترلے منتاں'' کرنے کے لیے امریکا بھیجا گیا۔ اس جنگ میں ہونے والے تمام نقصانات کی ذمہ داری کیا پرویز مشرف کے کاندھوں پر نہیں؟

پرویز مشرف مغربی تہذیب وتمدن کا دلدادہ اور اباحیت پسند تھا اس لیے اس نے پورے ملک کو مغربی کلچر کے رنگ میں رنگنے کے لیے اپنی پوری صلاحیتیں صرف کر دیں اور ملک کو اباحیت پسندی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ چینلوں پر خواتین کو بازوؤں کے بغیر (Sleeve Less) لباس پہننے پر مجبور اور کئی عفت مآب بہو بیٹیوں کے چہروں سے نقاب اتروا کر وہ اپنی ترقی پسندی کا ثبوت فراہم نہیں کرتا رہا؟ یوں اسلامی معاشرے کو اخلاقی قدروں سے محروم کرنا اور فحاشی پر مبنی مغربی کلچر کے خوب پھیلنے اور پھولنے کے اعمال سیئہ کا ذمہ دار کیا وہ نہیں؟

نیوکلیئر ٹیکنالوجی کے ماہر اور محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کو امریکی دباؤ اور مطالبے کے تحت ان کے عہدے سے برطرف کر کے ان کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا اور پھر اس نظر بندی کو شیطان کی آنت کی طرح طویل سے طویل تر کیا جانا کیا اس کا قبیح عمل نہیں؟ نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری موجودہ جمہوری حکومت مشرف کے اقدامات سے بھی دو چار ہاتھ آگے نکل کر سیاں راضی کرنے کی مذموم کوشش کر رہی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کی اسلام آباد ہائی کورٹ میں رٹ فائل کرنے کے نتیجے میں انہیں جو تھوڑی بہت آزادی ملی تھی اسے پروٹوکول سیکورٹی کے بہانے پھر سلب کیے جانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جسے لاہور رہائی کورٹ نے ایک فیصلے کے ذریعے ختم کر دیا تھا۔

عراق پر حملے کے بعد افغانستان اور پاکستان پر مسلط کردہ امریکی جنگ میں جو سراسر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لڑی جارہی ہے اور جسے بش نے بھی صلیبی جنگ (Cross Aid) کہا تھا، امریکا کے وزیر خارجہ کولن پاول کے ایک فون پر ڈھیر ہو کر اس کا معاون ومددگار بن جانا کیا تاریخ اسلام کا مکروہ ترین عمل نہیں؟ لاجسٹک سپورٹس کے بہانے امریکی افواج کو تیل خوراک اور اسلحہ کی سپلائی کی سہولت فراہم کر کے اور پاکستان کے اندر امریکی افواج کو اڈے دے کر پورے پاکستان کو امریکی افواج کی چراگاہ بنا دینے کا ذمہ دار کیا مشرف نہیں؟ اس طرح اس کے پاکستان دشمن ہی نہیں پوری ملت اسلامیہ کی دشمنی میں کیا شک رہ گیا ہے؟

۳ نومبر ۲۰۰۷ء کو ایمرجنسی پلس (منی مارشل لاء) نافذ کر کے نہ صرف بلا جواز اور خلاف قانون ساٹھ ججوں کو برطرف کیا بلکہ ایک دفعہ پھر آئین پاکستان کو بوٹوں تلے روند کر کیا اس نے اپنے اٹھائے حلف کو پامال نہیں کیا؟

بلوچستان کے مقبول لیڈر نواب اکبر بگٹی کو دھمکیاں دیں اور ان کو اپنے ذرائع سے قتل بھی کرادیا، جس کے شاخسانے میں بلوچستان میں علیحدگی کی تحریک اب پھر پر پرزے نکالنے لگی ہے اور نواب اکبر بگتی کے پوتے جناب شاہ زین لاہور میں انصاف کی دہائی دیتے پھر رہے ہیں۔

لال مسجد اسلام آباد میں امریکی اشارے پر فوجی یلغار کر کے ہزاروں معصوم اور بے گناہ طلباء اور طالبات کے خون سے ہاتھ رنگنے اور طاقت کے نشے میں ہزاروں بے گناہوں کی جان ہار جانے کا ذمہ دار کون ہے؟

ان جرائم کی فہرست پر ایک نگاہ ڈالی جائے تو ان میں سے ہر جرم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مجرم کو اس کے ہر جرم کے بدلے دسیوں بار پھانسی دی جائے۔ایک گیلپ سروے کے مطابق ۷۱ فیصد عوام کا بھی یہی مطالبہ ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کام کون کرے اور بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے؟ اس سوال کا جواب عیاں ہے کہ یہ کام حکومت کا ہے۔لیکن بدقسمتی سے حکومتی اقدامات مشرف کی بروزی حکومت ہونے کی چغلی کھا رہے ہیں اور نظر یہ آ رہا ہے کہ حکومت اس قومی مجرم کو تحفظ دینے پر تلی بیٹھی ہے۔اس کے لیے وہ مختلف بہانے تراش رہی ہے۔وزیر اعظم قومی اسمبلی کے بھرے اجلاس میں یہ فرما چکے ہیں کہ قومی اسمبلی میں متفقہ قرارداد دلائی جائے تو ہم اس کی حمایت کریں گے گویا نہ نومن تیل ہو نہ رادھا ناچے۔

ممکن ہے وزیر اعظم کو اپنے اس غیر منطقی بیان پر خود ہی ندامت محسوس ہو چکی ہو یا شاید ہو جائے کہ ہم اور مسلم لیگ ن میں صرف طریق کار کا فرق ہے۔پھر تیسرا بیان آیا کہ ہمیں وہ کام کرنا چاہیے جو ہم کر سکتے ہیں گویا یہ اس بات کا صریح اعتراف تھا کہ مشرف کو انصاف کے کٹہرے میں لانا ان کے بس کی بات نہیں۔ اور اب پی پی کا ہر کارکن قوم کو پیچھے نہیں آگے دیکھنے کا درس دے رہا ہے۔یہ درس اس پارٹی کا ہے جو پیچھے جا کر بھٹو کے مقدمہ کی دوبارہ سماعت اور سیاست دانوں میں آئی ایس آئی کی طرف سے رقوم بانٹنے والوں کے خلاف ایکشن کا مطالبہ کر رہی ہے۔پیپلز پارٹی کے موقف میں یہ کھلا تضاد اس طرف اشارہ کناں ہے کہ وہ مشرف کے خلاف مقدمہ قائم نہیں کرنا چاہتی بلکہ اس کو تحفظ دینا چاہتی ہے۔

اس کے برعکس جناب نواز شریف کا سر فہرست مطالبہ یہی ہے کہ مشرف پر مقدمہ چلا کر اس کو اس کے جرائم کی سزا دی جائے۔جناب احسن اقبال صاحب اس مطالبے کو تسلیم نہ کرنے کی صورت میں سڑکوں پر آنے اور تحریک چلانے کی دھمکی دے چکے ہیں۔جہاں تک نواز شریف صاحب کے اس مطالبہ کا تعلق ہے وہ جائز اور درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ن لیگ یہ مطالبہ حکومت کو زچ کرنے کے لیے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔بار خاطر نہ ہو تو بھری محفل میں راز کی بات کہہ دیں کہ اگر نواز شریف صاحب خود بھی برسر اقتدار آ جائیں تو مشرف کا بال بیکا نہ کر سکیں گے۔کیوں کہ اس کا گارنٹر (ضامن) ان سے بڑا ہے جس کا ایک ادنیٰ سا نمائندہ بھی ان کو مل جائے تو وہ مراقبے میں چلے جاتے ہیں، چپ سادھ لیتے ہیں یا کم از کم ان کے لبوں سے شیرینی پھوٹنے لگتی ہے اور پھر وہ اسی تنخواہ پر نوکری کرنے لگ جاتے ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ یہ کام کون کر سکتا ہے اور کون نہیں؟ ہمارا بحیثیت مسلمان فرض بنتا ہے کہ ہم اللہ اور رسول کی طرف دیکھیں اور اس معاملے میں ان سے فیصلہ طلب کریں۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ایک مخزومی عورت...... جو اشرافیہ سے تعلق رکھتی تھی...... نے چوری کی اس لیے سب پریشان ہو گئے (کہ اس کو سزا سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟) سوچ سوچ کر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہیتے اسامہ بن زید کو مخزومی عورت کی سفارش کے لیے تیار کیا۔حضرت اسامہ نے آنحضرت ﷺ کے پاس سفارش کی تو حضور اس سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کیا تو حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

''تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی معزز شخص جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی غریب کمزور آدمی جرم کرتا تو اس پر حد قائم کر دی جاتی۔'' اور پھر آپ ﷺ نے قسم اٹھا کر ارشاد فرمایا:

''اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' [متفق علیہ]

اس حدیث مبارکہ سے دو باتیں عیاں ہیں کہ اسلام میں عدل وانصاف کا معیار یہ ہے کہ کوئی طاقتور ہو یا کمزور، کوئی امیر ہو یا غریب قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور دوسری بات یہ کہ مجرموں میں فرق وامتیاز ہلاکت کا راستہ ہے۔

احکام ومسائل

رمضان المبارک ③

فضائل،فوائد وثمرات،احکام ومسائل اور کرنے والے کام

حافظ صلاح الدین یوسف

مختلف حالات اور اعتبارات سے لوگوں کی قسمیں

①...... روزہ ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔

②...... نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں۔ تاہم ان کی طاقت کے مطابق ان سے روزے رکھوائے جائیں، تا کہ ایک تو وہ اس کے عادی ہو جائیں۔ دوسرے ان کے اندر یہ شعور پختہ ہو جائے کہ بالغ ہونے کے بعد روزہ رکھنا ان کے لیے ضروری ہوگا۔ جیسے حکم ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کی تلقین کی جائے اور دس سال کی عمر میں بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کر نماز پڑھوائی جائے۔ اس کا مقصد بھی نماز کی اہمیت وفرضیت کا احساس اس کے اندر پیدا کرنا ہے۔

③...... مریض اگر روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کرے یا روزہ رکھنے سے اس کے مرض میں اضافے کا اندیشہ ہو تو وہ بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھے۔ تاہم روزوں کی قضاء بعد میں ضروری ہے۔

④...... یہی حکم ان عورتوں کے لیے ہے جو حمل سے ہوں یا ان کی گود میں شیر خوار بچہ ہو۔ اگر روزہ رکھنے میں وہ تکلیف محسوس کریں یا بچے کی بابت انہیں کوئی اندیشہ ہو یا ڈاکٹر اس قسم کی ہدایت دے۔ تو حاملہ اور مرضعہ عورتیں روزہ چھوڑ سکتی ہیں۔ لیکن بعد میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء ضروری ہے۔

⑤...... عورتوں کو حیض اور نفاس کے ایام میں روزے رکھنا ممنوع ہیں۔ حیض کا مطلب ماہواری ہے، اور نفاس کا مطلب زچگی (ولادت) کے ایام ہیں۔ جب تک ولادت کا خون بند نہ ہو جائے، نفاس کی حالت شمار ہوگی۔ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور کم سے کم کا کوئی تعین نہیں۔ جب بھی خون بند ہو جائے، وہ پاک سمجھی جائیں گی اور غسل طہارت کے بعد ان کے لیے نماز اور روزے کا اہتمام (اگر ماہِ رمضان ہو) ضروری ہوگا۔ حیض اور نفاس کی حالت میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء ضروری ہے۔

⑥...... جو شخص روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو۔ جیسے کوئی شخص دائمی مریض ہو جس کی صحت یابی کی امید نہ ہو یا بہت بوڑھا آدمی، جس کی طاقت وتوانائی ختم ہو چکی ہو۔ یہ دونوں چوں کہ روزہ نہیں رکھ سکتے، اس لیے یہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ ان کے لیے اطعام مسکین کا فدیہ روزہ رکھنے کے قائم مقام ہو جائے گا۔

⑦...... مجنون (پاگل) یا وہ شخص جس کے ہوش وحواس مختل ہو جائیں اور اس کے اندر کسی چیز کی تمیز کرنے کا شعور باقی نہ رہے، اسی طرح زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے کسی کی عقل ماؤف ہو جائے اور وہ بھی ہوش وتمیز سے عاری ہو جائے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ تینوں قسم کے افراد روزہ نہیں رکھ سکتے۔ لیکن یہ فدیہ طعام مسکین کے بھی مکلّف نہیں ہیں۔

⑧...... کسی شخص کو کوئی اضطراری حالت لاحق ہو جائے۔ جیسے کسی ڈوبتے شخص کو بچانے کے لیے دریا یا سمندر میں غوطہ زنی کی ضرورت پیش آ جائے۔ یا جلتی آگ میں سے انسانوں کو باہر نکالنے کا کام کرنا پڑ جائے۔ اس قسم کی اضطری حالت میں روزہ توڑے بغیر کچھ کرنا مشکل ہو تو روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ لیکن بعد میں اس کی قضاء ضروری ہے۔

⑨......مسافر، سفر میں دقت محسوس کرے تو اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے، اس کی قضاء بعد میں ضروری ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو ہمیشہ ہی سفر پر رہتے ہوں جیسے، بسوں، ریلوں وغیرہ کے ڈرائیور، یا بسلسلہ ملازمت ایک شہر سے دوسرے شہر میں روزانہ سفر کرنے والے حضرات۔ ان کے لیے بھی اگر چہ روزہ چھوڑنا جائز ہے، لیکن روزوں کی قضاء ان کے لیے بھی ضروری ہے۔ اس لیے سفر عارضی ہو یا دائمی، روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی تو رخصت اور اجازت ہے۔ لیکن ان کے لیے روزوں کی معافی نہیں ہے۔ ان کے لیے رمضان کے روزے پورے کرنے ضروری ہیں۔ اگر سفر کی وجہ سے رمضان میں نہیں رکھیں گے تو رمضان کے بعد قضاء ضروری ہے۔

روزے کے ضروری احکام

(۱)......وجوبِ نیت:

فرض روزوں کے لیے رات کو طلوع فجر سے پہلے پہلے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

" مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ ـ"

[سنن أبی داؤد، الصیام، باب النية فی الصوم، ح: ٢٤٥٤]

''جس نے فجر سے پہلے پہلے رات کو روزے کی نیت نہ کی، اس کا روزہ نہیں۔''

رمضان المبارک میں رات کو ہر مسلمان کی نیت ہوتی ہے کہ اس نے صبح روزہ رکھنا ہے، علاوہ ازیں فجر کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے اس نے سحری بھی کھانی ہوتی ہے، اور سحری کا وقت بھی رات ہی میں شامل ہے۔ اس اعتبار سے نیت تو بہر حال ہوتی ہی ہے، کیوں کہ نیت کا محل، دل ہے نہ کہ زبان۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کے کوئی الفاظ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور یہ جو عام کیلنڈروں میں روزے کی نیت کے الفاظ لکھے ہوتے ہیں:

(وبصوم غد نويت من شهر رمضان)

بالکل بے اصل ہیں، ان کی کوئی سند نہیں ہے۔ اس لیے ان الفاظ کا پڑھنا صحیح نہیں۔ کیوں کہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہی نہیں ہیں۔

(۲)......روزے کا وقت:

طلوع فجر سے غروب شمس تک ہے۔ صبح صادق سے پہلے سحری کھا لی جائے اور پھر سورج کے غروب ہونے تک تمام مفطرات سے اجتناب کیا جائے۔

(۳)......سحری ضرور کھائی جائے:

بعض لوگ سحری کھانا ضروری نہیں سمجھتے اور رات ہی کو کھا پی کر سو جاتے ہیں یا آدھی رات کو کھا لیتے ہیں۔ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

" فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ ـ" [صحيح مسلم، الصيام، باب فضل السحور......، ح:١٠٩٦]

''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق کرنے والی چیز، سحری کا کھانا ہے۔''

یعنی اہل کتاب سحری نہیں کھاتے اور مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں۔ اس لیے سحری ضروری کھانی چاہیے۔ چاہے ایک کھجور یا چند گھونٹ پانی ہی ہو۔ اس میں برکت بھی ہے اور جسمانی قوت کا ذریعہ بھی اور یہ دونوں چیزیں روزہ نبھانے کے لیے ضروری ہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے سحری کو غدائے مبارک سے تعبیر فرمایا ہے۔ [سنن ابی داؤد، الصیام، باب من سمی السحور الغداء، حدیث:٢٣٤٤]

ایک اور حدیث میں فرمایا:

" اَلسُّحُورُ أُكْلُهُ بَرَكَةٌ فَلَا تَدَعُوهُ وَلَوْ أَنْ يَّجْرَعَ أَحَدُكُمْ جُرْعَةً مِنْ مَاءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِينَ ـ" [الفتح الربانی: ١٠/١٦]

''سحری کا کھانا باعث برکت ہے، اس لیے اسے نہ چھوڑو، چاہے کوئی ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ کیوں کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا معمول اور طریقہ مبارک یہ تھا کہ سحری فجر سے تھوڑی دیر پہلے بالکل آخری وقت میں کھایا کرتے تھے۔ روزے داروں کے لیے اس طریق نبوی کو اپنانے میں بڑے فائدے ہیں۔ مثلاً فجر کی نماز میں سستی نہیں ہوتی۔ سحری سے فراغت کے فوراً بعد نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔ انسان آسانی سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے اور روزے کی ابتداء اور انتہاء کے درمیان وقفہ کم ہو جاتا ہے جس سے روزے دار کو سہولت مل جاتی ہے وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''صوم وصال'' یعنی بغیر کچھ کھائے پیے مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔[صحیح بخاری، الصیام، باب الوصال، ح:۱۹۶۲ ومسلم، باب النھی عن الوصال، ح:۱۱۰۴]

(۴)......روزہ کھولنے میں جلدی کرنا:

نبی کریم ﷺ کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ روزہ کھولنے میں تاخیر نہ کی جائے، بلکہ جلدی کی جائے۔ جلدی کا مطلب سورج کے غروب ہونے کے بعد بلا تاخیر فوراً روزہ کھولنا ہے۔ جیسے بعض لوگ سورج غروب ہونے کے بعد اتنا اندھیرا چھا جانے کو ضروری سمجھتے ہیں کہ تارے نظر آنے لگ جائیں۔ نبی ﷺ کے زمانے میں یہود و نصاریٰ کا یہی معمول تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم یہود و نصاریٰ کے برعکس سورج کے غروب ہوتے ہی فوراً روزہ کھول لیا کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ ـ" [صحیح البخاری، الصوم، باب تعجیل الإفطار، ح:۱۱۵۷ ومسلم، الصیام، باب فضل السحور، ح:۱۰۹۸]

''لوگ اس وقت تک ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔''

(۵)......روزہ کس چیز سے کھولا جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُفْطِرُ عَلٰی رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ یُصَلِّیَ، فَإِنْ لَمْ تَکُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلٰی تَمَرَاتٍ، فَإِنْ لَّمْ تَکُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ ـ" [سنن أبی داؤد، الصیام، باب ما یفطر علیه، ح:۲۳۵۶]

''رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نمازِ مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھواروں سے روزہ کھولتے اگر چھوارے بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرما لیتے۔''

ہمارا معمول اس نبوی معمول سے کتنا مختلف ہے۔ ہمارے ہاں افطاری کے وقت انواع واقسام کے پھل فروٹ کے علاوہ چٹ پٹی اور مصالحے دار چیزوں کی بھی فراوانی ہوتی ہے، جس سے معدے میں گرانی ہو جاتی ہے جو صحت کے لیے سخت مضر ہے۔ ہمیں بھی ان تکلفات کی بجائے سادگی ہی کو اختیار کرنا چاہیے، اسی میں اخروی اجر وثواب بھی ہے اور دنیوی فائدہ بھی۔

(۶)......قبولیت دعا کا وقت:

سارا دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بھوک پیاس برداشت کرنے اور اپنی جنسی خواہش پر کنٹرول کرنے کی وجہ سے ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص مقام حاصل ہو جاتا ہے، اس لیے افطاری کے وقت قبولیت دعا کا بھی بہت امکان ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرَةٍ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ ـ" [سنن ابن ماجه، الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوته، ح: ۱۷۵۳]

''افطاری کے وقت روزے دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔''

(۷)......افطاری کے وقت کون سی دعا پڑھی جائے:

اس سلسلے میں ایک دعا یہ مشہور ہے:

" اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ـ"

لیکن یہ مرسل روایت ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف شمار ہوتی ہے۔ ایک دوسری دعا ہے جو عام کیلنڈروں میں لکھی ہوتی ہے:

" اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ۔"

یہ دعا بالکل بے سند اور بے اصل ہے۔ ایک تیسری دعا ہے جو نبی ﷺ افطاری کے وقت پڑھتے تھے:

" ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔" [سنن أبی داؤد، الصیام، باب القول عند الإفطار، ح: ۲۳۵۷]

" پیاس دور ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں اور اگر اللہ نے چاہا، تو اجر ثابت ہوگیا۔"

اس کی سند حسن درجے کی ہے۔ [مشکوٰۃ، للالبانی: ۱/ ۲۶۱] اس لیے بہتر ہے کہ افطاری کے وقت یہی دعا پڑھی جائے۔ اگرچہ شیخ البانی نے دوسری مرسل روایت کو بھی شواہد کی بناپر قابل قبول قرار دیا ہے۔ لیکن بعض دوسرے علماء شیخ البانی کی اس رائے سے متفق نہیں اور وہ اسے ضعیف ہی قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۸)......روزہ کھلوانے کا ثواب:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ ۔" [شرح السنة، باب ثواب من فطر صائما، ح:۱۸۱۹ وشعب الإیمان، الصیام، فضل فیمن فطر صائما، ح:۳۹۵۳]

" جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا، یا کسی غازی کو تیار کیا، تو اس کے لیے بھی اس کے برابر اجر ہے۔"

روزہ کھلوانے کا یہ اجر ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق حاصل کر سکتا ہے، اس کے لیے پر تکلف دعوت کی ضرورت نہیں۔

(۹)......روزے دار کے لیے حسب ذیل چیزوں سے اجتناب ضروری ہے:

❀......جھوٹ سے: جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ ۔" [صحیح البخاری، الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم، ح:۱۹۰۳]

" جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا، تو اللہ عزوجل کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔" یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے روزے کی کوئی اہمیت نہیں۔

❀......لغو اور رفث سے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَإِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، فَإِنْ سَابَّكَ أَحَدٌ أَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ ۔" [صحیح ابن خزیمة: ۳/ ۲۴۲، ح:۱۹۹۶، ط: المکتب الإسلامی]

" روزہ صرف کھانا پینا (چھوڑنے کا) نام نہیں ہے۔ روزہ تو لغو اور رفث سے بچنے کا نام ہے۔ اس لیے اگر تجھ کو کوئی سب وشتم کرے یا تیرے ساتھ جہالت سے پیش آئے، تو تو کہہ دے، میں تو بھئی روزے دار ہوں۔"

❀......لغو: ہر بے فائدہ اور بے ہودہ کام کو کہتے ہیں۔ جیسے ریڈیو اور ٹی وی کے لچر اور بے ہودہ پروگراموں کا سننا اور دیکھنا ہے۔ تاش، شطرنج اور اس قسم کے دیگر کھیل ہیں۔ فحش ناول، افسانے اور ڈرامے ہیں۔ دوست احباب کے ساتھ خوش گپیاں، چغلیاں، بے ہودہ مذاق اور دیگر ناشائستہ حرکتیں ہیں۔

❀......رفث کا مطلب: جنسی خواہشات پر مبنی باتیں اور حرکتیں ہیں۔ یہ لغو و رفث روزے کی حالت میں بالخصوص ممنوع ہیں۔ اس لیے تمام مذکورہ باتوں اور حرکتوں سے اجتناب کیا جائے۔

اسی طرح کوئی لڑنے جھگڑنے کی کوشش کرے، گالی گلوچ کر کے اشتعال دلائے۔ تو روزے دار اس جہالت کے مقابلے میں صبر و تحمل اور درگزر سے کام لے اور دوسرے فریق کو بھی اپنے عمل سے یہ وعظ و نصیحت کرے کہ روزے کی حالت میں بالخصوص جدال و قتال سے بچنا اور قوت برداشت سے کام لینا چاہیے۔

جھوٹ اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب کا مطلب ہے کہ

روزے میں نہ جھوٹی بات کرے نہ دجل وفریب پر مبنی کوئی حرکت۔ جیسے دکان میں بیٹھ کر گاہکوں سے جھوٹ بولے یا ان کو دھوکہ اور فریب دینے کی کوشش کرے، جیسا کہ بدقسمتی سے بے شمار دکاندار ان حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ حرکتیں ہر وقت ہی ممنوع ہیں۔ لیکن روزہ رکھ کر ان حرکتوں کا ارتکاب تو بہت بڑی جسارت اور غفلت شعاری کا عجیب مظاہرہ ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

" كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ ۔" [مسند احمد: ٤٤١/٢ وسنن الدارمی، الرقائق، باب فی المحافظة علی الصوم، ح: ٢٧١٦، وقال الالبانی إسناده جيد، مشكوة للألبانی: ١/ ٦٢٦]

''کتنے ہی روزے دار ہیں جن کو سوائے پیاس کے روزہ رکھنے سے کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی شب بیدار ہیں، جن کو بے خوابی کے سوا شب بیداری سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

روزے دار کے لیے کون کون سے کام جائز ہیں

① ...... حالت جنابت میں سحری کھا کر روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ تاہم نماز کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں:

" أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ، وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ ۔" [صحيح البخاری، الصوم، باب الصائم يصبح جنبا، ح:١٩٢٦ وصحيح مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح:١١٠٩]

''رسول اللہ ﷺ کو (بعض دفعہ) اس طرح فجر ہوتی کہ آپ ہم بستری کرنے کی وجہ سے جنبی ہوتے، (اسی حالت میں آپ ﷺ سحری کھا لیتے) اور پھر غسل کر کے روزہ رکھ لیتے۔''

② ......روزے دار مسواک کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

" لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِیْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ ۔" [صحيح البخاری، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ٨٨٧ وصحيح مسلم، الطهارة: باب السواك، ح:٢٥٢]

''اگر میری امت پر یہ بات گراں نہ ہوتی تو میں انہیں حکم دیتا کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کریں۔''

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان عام ہے جس میں روزے دار اور غیر روزے دار دونوں شامل ہیں۔ اگر روزے کی حالت میں مسواک کرنا صحیح نہ ہوتا، تو نبی کریم ﷺ اس کی ضرور وضاحت فرما دیتے اور روزے دار کو مسواک کرنے سے منع فرما دیتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ روزے دار زوال سے پہلے مسواک کر لیا کرے، لیکن زوال کے بعد نہ کرے۔ لیکن یہ بے اصل بات ہے۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کی تاکید ہے اور اس سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے روزے دار ہر وقت مسواک کر سکتا ہے اور مسواک ہی کی طرح ٹوتھ پیسٹ کرنا بھی جائز ہے۔

③ ......روزے دار کلی بھی کر سکتا ہے اور ناک میں پانی بھی ڈال سکتا ہے۔ تاہم روزے کی حالت میں ناک میں پانی ڈالنے میں احتیاط سے کام لے اور اس میں مبالغہ نہ کرے۔ جب کہ عام حالات میں اس میں مبالغہ کرنے کا حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

" وَبَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا ۔" [سنن أبی داؤد، باب الصائم يصب عليه الماء من العطش...... الخ، ح:٢٣٦٦]

''اور ناک میں خوب اچھی طرح سانس کھینچ کر پانی ڈال، مگر جب کہ تو روزے دار ہو۔''

یعنی روزے کی حالت میں ناک میں پانی ڈالنا تو جائز ہے، کہ وہ وضو کا ایک حصہ ہے، لیکن اس میں مبالغہ نہیں کرنا، یعنی سانس کھینچ کر پانی ناک کے اندر لے جانے کی کوشش نہیں کرنا۔ جب کہ روزے کے علاوہ عام حالات میں ایسا کرنے کا حکم ہے۔

④ ...... روزے دار کے لیے بیوی کا بوسہ لینا اور اس سے

مباشرت کرنا (معانقہ کرنا اور بغل گیر ہونا) جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

" كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلٰكِنَّهُ كَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ ـ" [صحيح البخاري، الصوم، باب المباشرة للصائم، ح:١٩٢٧ وصحيح مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته، ح:١١٠٦]

''نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے اور مباشرت (یعنی معانقہ) کرلیا کرتے تھے لیکن آپ اپنی حاجت پوری کرنے میں بہت زیادہ قدرت رکھنے والے تھے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اپنے جذبات اور خواہشات پر بڑا کنٹرول تھا۔ اس لیے بیوی سے بوس و کنار کرتے وقت آپ سے یہ اندیشہ نہیں تھا کہ آپ جذباتِ محبت میں بے قابو ہو کر اس سے تجاوز کر جائیں گے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار اگرچہ جائز ہے۔ لیکن یہ جائز کام صرف وہی شخص کرے جس کو اپنے جذبات پر کنٹرول ہو۔ بصورتِ دیگر اس سے باز رہے۔ اس بات کو علماء نے اس طرح بیان کیا ہے کہ نوجوان آدمی کے لیے بیوی سے بوس و کنار کرنا مکروہ ہے اور عمر رسیدہ شخص کے لیے غیر مکروہ۔ کیوں کہ نوجوان سے تجاوز کا خطرہ ہے، بوڑھے آدمی سے تجاوز کا خطرہ نہیں۔ بوس و کنار کی وجہ سے مذی نکل جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

[فقہ السنۃ، سید سابق مصری مرحوم]

⑤...... روزے کی حالت میں ایسا ٹیکہ لگوانا جائز ہے، جس کا مقصد خوراک یا قوت کی فراہمی نہ ہو۔ بلکہ صرف بیماری کا علاج ہو۔ علاج کے لیے ٹیکہ بیرونی دوائی کی حیثیت رکھتا ہے، وہ معدے میں جاتا ہے نہ اس سے کوئی خوراک ہی حاصل ہوتی ہے۔

⑥...... اسی طرح روزے کی حالت میں سینگی لگوائی جاسکتی ہے۔ یعنی فصد کے ذریعے سے گندا خون نکلوایا جاسکتا ہے۔ دانت نکلوایا جاسکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی ہے۔ [صحیح بخاری، الصوم باب الحجامة والقيء للصائم، حديث: ١٩٣٨، ١٩٣٩]

⑦...... آنکھوں میں سرمہ لگانا اور کان یا آنکھ میں دوائی کے قطرے ڈالنا جائز ہے۔ چاہے اس کا اثر حلق میں بھی محسوس ہو۔ لیکن اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا ـ" [صحيح البخاري، الصوم، باب اغتسال الصائم]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت حسن اور حضرت ابراہیم رحمہم اللہ کے نزدیک روزے دار کے لیے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔''

⑧...... روزے دار کھانا چکھ سکتا ہے، بشرطیکہ حلق میں نہ جائے۔ اسی طرح دانتوں میں دوائی مل جاسکتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" لَا بَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ ـ" [صحیح البخاری، کتاب وباب مذکور]

''روزے دار اگر ہانڈی یا کوئی اور چیز چکھ لے، تو کوئی حرج نہیں۔''

❀❀............❀............❀❀

❀❀............❀............❀❀

احکام و مسائل

طریقہ صیام و قیام

خلیل احمد ملک

(صوم لغت میں مطلق رک جانے کو کہتے ہیں۔شرعاً اسکا مفہوم یہ ہے کہ عبادت کے ارادے سے کھانے پینے اور دیگر روزہ توڑنے والی چیزوں سے صبح صادق کے طلوع سے سورج کے غروب تک اجتناب کرنا۔)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

① ......کلمہ شہادت

② ......نماز قائم کرنا

③ ......زکوٰۃ ادا کرنا

④ ......حج (اگر استطاعت ہو)

⑤ ......رمضان کے روزے رکھنا۔'' [بخاری ومسلم]

فضیلت واہمیت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، ''جس نے رمضان کے روزے رکھے، ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (یعنی دکھلاوے اور ریا کاری کے لئے نہیں) تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق رسول للہ ﷺ نے فرمایا کہ ''پانچوں نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک، ان گناہوں کا کفارہ ہیں، جو ان کے درمیان ہوں، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے ابن آدم کے ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک دیا جائے گا۔''سوائے روزے کے۔ کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا اور روزہ (آگ سے) ڈھال ہے۔جس روز تم میں سے کسی کا روزہ ہو، تو وہ نہ فحش گوئی کرے اور نہ بیہودہ کلامی کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی کرے تو روزہ دار کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ فرحت حاصل کرے گا ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے دوسرا جب وہ اپنے رب سے ملے گا اور روزہ کے بدلے میں اپنے رب سے انعام پائے گا تو خوش ہوگا۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد

روزہ۔نماز، زکواۃ اور حج کی طرح ایک عبادت ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور اس کی رضا حاصل کرنا ہے۔

اگر ہر عبادت نبی مکرم ﷺ کی اتباع اور اطاعت میں کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔روزہ، اس کی شرائط اور آداب کے ساتھ، رکھنے کی صورت میں روحانی اور قلبی فوائد حاصل ہوتے ہیں تاہم ضمناً طبی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

روزہ رکھنے سے نظام ہضم اور معدے کو مسلسل کام کرنے سے کچھ راحت ملتی ہے اور بے کار فضلے ضائع ہو جاتے ہیں۔جسم طاقتور ہوتا ہے اور بہت سی بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔بشرطیکہ وہ سحری اور افطار کے وقت بسیار خوری، ثقیل، اور بھاری غذاؤں سے پرہیز کرے۔

احکام ومسائل

① ......رمضان کا روزہ ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں تاہم اس کی

طاقت کے مطابق اس سے روزے رکھوائے جائیں تاکہ وہ اس کا عادی ہو جائے۔

② ...... مریض اگر روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کرے یا اس کے مرض میں اضافہ کا اندیشہ ہو تو وہ بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھے لیکن روزوں کی قضا بعد میں ضروری ہے۔اگر وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو جیسے دائمی مریض جس کی صحت یابی کی امید نہ ہو یا بہت بوڑھا آدمی جس کی طاقت و توانائی ختم ہو چکی ہو تو وہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ یہ فدیہ روزہ رکھنے کے قائم مقام ہو جائیگا۔

③ ...... مسافر کے لئے رخصت ہے اگر وہ سفر میں دقت محسوس کرے لیکن بعد میں قضاء ضروری ہے اور اگر سفر میں دقت نہ ہو تو روزہ رکھے۔

④ ...... نماز دین کا ستون ہے۔ لہٰذا روزہ دار نماز کی پابندی کرے۔ کیونکہ تارک نماز کے روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔اسی طرح اگر کوئی باقی اعمال بجا لاتا ہے اور روزہ نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے کسی عمل کی کوئی وقعت نہیں۔

نیت

فرض روزوں کے لئے رات کو طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت ضروری ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے ''جس نے فجر سے پہلے پہلے رات کو روزے کی نیت نہ کی اسکا روزہ نہیں۔'' (سنن ابوداؤد۔ترمذی)

تاہم نفلی روزے کی نیت زوال سے پہلے بھی کی جاسکتی ہے۔

نیت کا تعلق دل سے ہے نہ کہ زبان سے،ایک شخص تراویح پڑھتا ہے اور یہ سوچ کر سوتا ہے کہ سحری کھا کر روزہ رکھنا ہے تو اس کی نیت ہو گئی۔ جو مروجہ الفاظ کیلنڈروں یا کتابوں میں لکھے ہیں ان کی کوئی اصل نہیں بلکہ من گھڑت ہیں۔

روزہ کا وقت

طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ۔صبح صادق سے پہلے سحری کھالی جائے اور سورج کے غروب کے ساتھ ہی افطار کر لیا جائے۔اس کے دوران کھانے پینے کی چیزوں اور مجامعت سے اجتناب کیا جائے۔

سحری

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھاؤ۔سحری میں برکت ہے۔'' (بخاری)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔'' (مسلم۔ابوداؤد)

سحری میں کھجور کا استعمال مستحب ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: کھجور مومن کی بہترین سحری ہے۔ (سنن ابوداؤد)

نبی اکرم ﷺ کا معمول اور طریقہ مبارک یہ تھا کہ سحری فجر سے تھوڑی دیر پہلے بالکل آخری وقت میں کھایا کرتے تھے۔سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی سحری اور اذان فجر کے بیچ میں پچاس آیت (پڑھنے) کے موافق فاصلہ ہوتا تھا۔(بخاری)

جائز کام

① روزے دار مسواک کر سکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میری امت پر یہ بات گراں نہ ہوتی تو میں انہیں حکم دیتا کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کریں۔'' (بخاری)

② روزے دار کلی بھی کر سکتا ہے اور ناک میں پانی بھی ڈال سکتا ہے تاہم اس میں مبالغہ نہ کرے اور احتیاط کرے۔

③ روزے کی حالت میں بیماری کے علاج کے لئے ٹیکہ لگوایا جاسکتا ہے۔اس کا مقصد خوراک یا قوت کی فراہمی نہ ہو۔البتہ طاقت کا ٹیکہ اور نشہ کا ٹیکہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

④ روزے کی حالت میں سینگی لگوائی جاسکتی ہے یعنی گندا خون نکلوایا جاسکتا ہے۔اسی طرح دانت بھی نکلوایا جاسکتا ہے۔

⑤ آنکھوں میں سرمہ لگانے سے۔کان یا آنکھ میں دوائی کے قطرے ڈالنے سے اور خوشبو لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

⑥ روزے دار کھانا چکھ سکتا ہے بشرطیکہ حلق میں نہ جائے اسی

طرح دانتوں میں دوائی لگائی جاسکتی ہے۔
⑦ اگر خود بخود قے آ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا دینی ہوگی۔

روزہ توڑنے والے کام

①...... جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ بھول چوک سے کھانے سے یا جبر سے کھلانے پر روزہ برقرار رہے گا۔ (صحیح بخاری)
②...... جان بوجھ کر بیوی سے ہم بستری کرنے سے روزہ بھی ٹوٹ جائے گا اور قضاء کے ساتھ کفارہ بھی دینا پڑے گا جو ایک غلام آزاد کرنا یا بلا ناغہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ (صحیح بخاری)
③......گلوکوز، خون یا کوئی اور غذائی مواد کسی ذریعے سے اندر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔
④......حیض اور نفاس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

افطاری

سورج غروب ہوتے ہی افطار کا وقت ہو جاتا ہے بعد از غروب انتظار یا احتیاط کے کوئی معنی نہیں۔
رسول کریم ﷺ اول وقت افطار کرتے اور اول وقت ہی نماز پڑھتے۔ (مسلم)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''میری امت کے لوگوں میں اس وقت تک خیر باقی رہے گی جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔'' (بخاری)
نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''روزہ افطار کرنے کے وقت دعا مسترد نہیں ہوتی۔'' (ابن ماجہ۔ حاکم)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز (مغرب) سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے اور اگر خشک کھجوریں نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی سے ہی افطار فرما لیتے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے روزہ دار کو روزہ افطار کروایا اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر روزہ دار کے لئے ہوگا اور روزہ دار کے اجر سے کوئی چیز کم نہ ہوگی۔ (ترمذی)
روزہ افطار کرتے وقت کی مسنون دعا:
(ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)
(ابوداؤد)
''پیاس ختم ہوئی، رگیں تر ہو گئیں اور روزے کا ثواب ان شاء اللہ پکا ہو گیا۔''
روزہ افطار کرانے والے کے لئے دعا:
(أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَ تَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ) (احمد)
''روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کرتے رہیں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے رہیں اور فرشتے تمہارے ہاں (رحمت لے کر) نازل ہوتے رہیں۔'' (احمد)

قضا کے مسائل

① جو روزے بیماری، سفر یا حیض و نفاس کی وجہ سے رہ جائیں۔ رمضان کے بعد جلد سے جلد رکھنے چاہیں تاہم تواتر ضروری نہیں۔
② کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ کچھ روزے ہوں تو وارث اسکی طرف سے روزے رکھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

قیام اللیل، نماز تراویح کے مسائل

نبی مکرم ﷺ ہمیشہ قیام اللیل یعنی نماز تہجد کا اہتمام فرماتے تھے ایک رمضان میں آپ نے یہ نماز تین دن با جماعت ادا فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت ذوق و شوق سے تین دن یہ نماز ادا فرمائی۔ چوتھے دن آپ تشریف نہ لائے اور وجہ بیان فرمائی کہ مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں رمضان میں یہ قیام اللیل فرض نہ ہو جائے۔ ان تین راتوں میں آپ نے دو دو کر کے آٹھ رکعات اور تین وتر پڑھائے۔
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں رمضان میں اس قیام اللیل کا با جماعت اہتمام کرایا اور وہ بھی گیارہ رکعتوں کا ہی تھا۔ (موطا

امام مالک)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔'' (بخاری ومسلم)

تراویح کی مسنون تعداد آٹھ رکعات اور وتر سمیت گیارہ رکعات ہی ہیں۔بیس یا اس سے زیادہ رکعات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

قیام اللیل یا نماز تہجد یا نماز تراویح کا اصل وقت تو رات کا آخری پہر،یعنی تیسرا حصہ ہے تاہم اسکا آغاز عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر رات کے آخری پہر تک طلوع فجر تک ہے۔جس کا پڑھنا سارا سال ہی مستحب اور متقی لوگوں کا معمول رہا ہے۔تراویح نفل نماز ہے اور اسکا مقصد اللہ سبحانہ،وتعالیٰ کی رضا اور قرب حاصل کرنا ہے اس لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید حسن تجوید اور ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے۔رکوع،سجود، قعدہ،جلسہ وغیرہ میں اعتدال کا اہتمام کریں۔ورنہ نماز کی روح مسخ ہو جائے گی۔ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ کا ایک رات قیام اتنا لمبا ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہونے کا ڈر پیدا ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے رحمٰن کے بندوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے:

''ان کی راتیں اپنے رب کے سامنے قیام وسجود میں گزرتی ہیں۔''(الفرقان 64/25)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا ایمان کی حالت میں،ثواب کی نیت سے،تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،''فرض نماز کے بعد سب نمازوں سے افضل تہجد کی نماز ہے۔''(مسلم)

اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں(جیسے اس کی شان کو لائق ہے) جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو فرماتے ہیں کوئی ہے جو مجھے پکارے میں اس کی دعا قبول کرلوں۔کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں۔کوئی ہے مجھ سے بخشش طلب کرے میں اسکو بخش دوں۔(بخاری)

اعتکاف

نبی اکرم ﷺ اعتکاف کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔رمضان کے آخری دس دن رات سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کے گھر یکسو ہو کر گوشہ خلوت میں بیٹھ کر عبادت،توبہ واستغفار کرنا،نوافل پڑھنا،ذکر و تلاوت کرنا،دعا والتجا کرنا اعتکاف ہے۔

اعتکاف کا آغاز 20 رمضان کی شام سے ہوتا ہے معتکف مغرب سے پہلے جامع مسجد میں آجائے اور صبح فجر کی نماز کے فوراً بعد جائے اعتکاف میں داخل ہوجائے۔

بلاضرورت مسجد سے باہر جانا،بیمار کی مزاج پرسی،جنازے میں شرکت اور دیگر رفاہی یا معاشرتی امور کی اجازت نہیں ہے۔

اگر کوئی انتظام نہ ہو تو اپنی ضروریات زندگی کے لئے گھر جاسکتا ہے۔

عورتیں بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں لیکن مسجد ہی میں نہ کہ گھر میں۔گھر میں اعتکاف کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔جیسے نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات مسجد میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔البتہ مساجد میں عورتوں کے لئے الگ باپردہ انتظام ہونا ضروری ہے۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔اسکی فضیلت یہ ہے کہ ایک رات (کی عبادت) ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے۔

لیلۃ القدر میں قرآن کا نزول شروع ہوا۔لہٰذا مومن اس کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔نبی ﷺ نے بیان فرمایا:

''جس نے شب قدر میں قیام کیا (اللہ تعالیٰ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''(بخاری)

رسول اکرم ﷺ آخری عشرے میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ عبادت کے لئے کمر بستہ ہوتے۔ (بخاری)

ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر مجھے لیلۃ القدر معلوم ہو جائے تو میں کیا پڑھوں۔آپ نے فرمایا، یہ دعا پڑھو:

(اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ)

(الترمذی)

''اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے۔''

تلاوت قرآن

قرآن کریم کا نزول رمضان المبارک میں شروع ہوا۔اس لئے ماہ رمضان کا قرآن کریم کے ساتھ خصوصی تعلق ہے۔

نبی ﷺ ہر رمضان میں جبرائیل امین علیہ اسلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی اس ماہ میں کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی اس ماہ میں قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہیے اس میں تدبر کرنا ، اس کے مطالب و معانی کو سمجھنا چاہیے۔ روزے اور قرآن دونوں اللہ کے ہاں قیامت کے روز انسان کی سفارش کریں گے۔

صدقہ وخیرات

ماہ رمضان میں صدقہ وخیرات کرنا بھی افضل کام ہے ۔سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ بھلائی کے کاموں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور آپ کی سب سے زیادہ سخاوت رمضان کے مہینے میں ہوتی تھی۔اس مہینے میں (قرآن کا دور کرنے کے لئے) آپ ﷺ سے جب جبرائیل علیہ السلام ملتے تو آپکی سخاوت اتنی زیادہ اور اسطرح عام ہوتی جیسے تیز ہوا ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔'' (صحیح مسلم)

عام دنوں کے مقابلہ میں رمضان المبارک میں صدقہ وخیرات کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

صدقہ فطر

رسول اللہ ﷺ نے غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے سب مسلمانوں پر صدقہ فطر کھجور یا جو کا ایک صاع (اڑھائی کلو) فرض کیا ہے۔اس کا مقصد روزے کی حالت میں ہونے والی خطاؤں سے پاک ہونا ہے۔

صدقہ فطر میں خوراک کی انواع میں سے کوئی جنس دی جائے جیسے گندم، چاول، جو، کھجور، کشمش اور پنیر میں سے جو زیادہ استعمال ہوتی ہو البتہ ضرورت کے وقت نقدی دی جاسکتی ہے جو اپنے عمومی طعام کی قیمت کے مطابق ہو۔صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے افضل وقت عید کی صبح صادق اور نماز عید سے پہلے ہے البتہ عید سے ایک دو دن پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔اسکا مصرف بھی عام مالی زکوۃ کی طرح ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ فقراء اور مساکین کو یہ خیرات دی جائے۔

نفلی روزے

فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل کی بھی بہت اہمیت ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

''نیکیاں برائیوں کے اثرات ختم کردیتی ہیں۔'' (سورۃ ھود ۱۱۴)

قیامت کے روز اگر بندہ کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو رب تعالیٰ نوافل کے ساتھ فرائض کی کمی پوری کرلیں گے۔فتنوں کے اس دور میں فرائض میں بہت کمی وکوتاہی ہو جاتی ہے۔لہٰذا اس خرابی کو دور کرنے کے لئے نفلی عبادات جیسے قیام اللیل اور نفلی روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔نبی مکرم ﷺ خود بھی نوافل کا اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔'' فرضی اور نفلی دونوں روزوں کے لئے ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم کی آگ سے دور کردیں گے۔'' (مسلم)

عورت کو روا نہیں کہ شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر رمضان کے علاوہ روزے رکھے۔ (بخاری۔مسلم۔ابوداؤد)

شوال کے روزے

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو اس کو ہمیشہ کے روزوں کا ثواب ہوگا''۔
(مسلم۔ابوداؤد)

سوموار اور جمعرات کا روزہ

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے دن ہوئی جو مبارک اور خوشی کا دن ہے۔اس خوشی کے اظہار اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنے کا مشروع اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سوموار اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال اللہ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال اللہ کے ہاں پیش کئے جائیں تو میں (اس وقت) روزہ سے ہوں۔'' (ترمذی)

ایام بیض

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے ہر مہینے کی تین تاریخوں (تیرہ۔چودہ۔اور پندرہ تاریخ) میں روزہ رکھنے کی وصیت فرمائی تھی اور چاشت کی دو رکعتوں کی بھی۔(بخاری)

عشرہ ذوالحجہ کے روزے

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں کے روزوں کا اہتمام کرتے تھے۔نویں ذوالحج یعنی عرفہ کا دن خاص فضیلت والا ہے اس دن کا روزہ ایک گزشتہ سال اور ایک آنے والے سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔لیکن حجاج کرام جو میدان عرفات میں حاضر ہوں وہ اس دن کا روزہ نہ رکھیں۔

ماہ محرم میں روزے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے افضل روزے ماہ رمضان کے بعد، اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور سب سے افضل نماز فرضوں کے بعد رات کی نماز ہے۔'' (مسلم۔ابوداؤد)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔(البیہقی)

ماہ شعبان میں روزے

ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ روزے رکھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ پسند تھا۔
(ابواؤد۔نسائی)

رمضان المبارک میں عمرہ

رمضان المبارک میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔(بخاری و مسلم) (مگر فرض حج اسکی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر (مسجد میں) بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ سورج نکل آیا، پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی، تو اسکو ایک حج اور عمرے کی مثل اجر ملے گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پورے حج وعمرے کا، پورے حج وعمرے کا پورے حج وعمرے کا۔''
(ترمذی) (یہ فضیلت عام ہے رمضان اور غیر رمضان دونوں حالتوں میں)

ممنوع اور مکروہ روزے

① عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔(بخاری)

② ایام تشریق یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذوالحجہ کے روزے رکھنا منع ہیں۔ البتہ جو حاجی قربانی نہ کر سکے وہ منیٰ میں ان ایام میں روزے رکھ سکتا ہے۔

③ صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔اگر کوئی شخص روزے رکھنے کا عادی ہو اور اس میں جمعہ آجائے تو پھر جائز ہے۔اسی طرح جمعہ کی رات (جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات) قیام اللیل کے لئے مخصوص نہ کریں۔

④ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا (یعنی شام کے وقت روزہ افطار نہ کرنا اور بغیر کھائے پئے اگلا روزہ شروع کرنا)۔(بخاری)

⑤ رمضان شروع ہونے سے پہلے استقبال کے طور پر روزے رکھنا منع ہے البتہ وہ شخص جو اپنے معمول کے مطابق روزے رکھتا آیا ہے

وہ رکھ سکتا ہے۔(بخاری و مسلم)
⑥ مسلسل روزے رکھنا منع ہیں۔(بخاری و مسلم)
⑦ حاجی کو عرفات میں یوم عرفہ یعنی ۹ ذوالحجہ کا روزہ رکھنا منع ہے۔
⑧ جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو نفلی روزے نہیں رکھنے چاہیں۔(ترمذی)
⑨ یوم عاشورہ یعنی ۱۰ محرم کا اکیلا روزہ رکھنے کی بجائے ۹ اور ۱۰ محرم یا ۱۰ اور ۱۱ محرم کے روزے رکھنے چاہیں۔(مسلم)
⑩ ہفتہ اہل کتاب کی عید کا دن ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کے لئے ہفتہ کے ساتھ جمعہ یا اتوار کا دن ملا کر روزہ رکھنے کا حکم دیا۔(بحوالہ ابن جزیمہ)

عیدالفطر

رمضان کے روزے مکمل ہونے پر مسلمانوں کو ایک خوشی نصیب ہوتی ہے۔اس کا اظہار عیدالفطر کی صورت میں ہوتا ہے۔

عید کے دن غسل کرنا،عمدہ کپڑے پہننا،خوشبو لگانا (صرف مردوں کے لئے۔عورتیں خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہ جائیں) مسنون ہے۔

تکبیرات بلند آواز سے پکارتے ہوئے کھلے میدان میں عیدگاہ جانا۔ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا طاق کھجوریں یا کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا مسنون ہے۔

کلمات تکبیر: ① اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔اللہ اکبر کبیرا۔
② اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔اللہ اکبر وللہ الحمد
نوٹ:عورتیں اپنے گھروں میں تکبیرات کہیں۔(صحیح بخاری و مسلم)
عید کے روز روزہ رکھنا منع ہے۔

عید کی نماز سنت موکدہ ہے۔اس کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت۔
نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہیں۔

نماز عید سے پہلے خطبہ اور وعظ کہنا اور عیدگاہ میں منبر لے جانا بدعت ہے۔(مسلم۔ابوداؤد) بلکہ عید کی نماز کی ادائیگی کے بعد خطبہ دینا سنت ہے۔

جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے لیکن امام کو جمعہ کا اہتمام کرنا چاہیے خواہ کوئی جمعہ پڑھے یا ظہر کی نماز۔

نماز عید دو رکعت ہے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے سات زائد تکبیرات ہیں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے پانچ زائد تکبیرات۔

مسلم کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نماز عیدین اور جمعہ میں پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے لئے حیض والی عورتیں اور پردہ نشین کنواری لڑکیاں بھی ساتھ لے جائیں تاکہ وہ بھی اس خیر و برکت کے اجتماع اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوسکیں۔لیکن حائضہ عورتیں نماز نہ پڑھیں،سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا:

اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو پھر، آپ نے فرمایا اس کی کسی بہن کو چاہیے کہ وہ اسے اپنی اوڑھنی اوڑھا دے۔(بخاری و مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ خواتین کو بھی عیدگاہ جانا چاہیے تاہم پردے کا انتظام ہو۔نیز خواتین خوشبو کا استعمال نہ کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید کے روز جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْكَ کہتے۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾
﴿وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

''اے ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے جاننے والا ہے۔''

''اور ہماری توبہ قبول فرما تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔''(البقرہ:۱۲۷۔۱۲۸)

❀❀............❀............❀❀

احکام ومسائل

رمضان المبارک کے روزہ کی فرضیت ①

مولانا محمد اسماعیل ساجد، جام پور

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡکُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ ﴾

[البقرة: ۱۸۳، ۱۸۴]

''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کر دیا گیا ہے، جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ یہ گنتی کے چند دن ہیں، پس تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اُس کو چاہیے کہ وہ دوسرے دنوں میں اس گنتی کو پورا کرلے۔''

ان آیات میں رمضان المبارک کے روزہ کی فرضیت ثابت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ روزہ صرف تم پر ہی فرض نہیں، بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھا، البتہ فریضہ میں کچھ فرق تھا۔ یاد رہے کہ رمضان المبارک کے روزہ کا تارک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، اور اس کا منکر کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا، اِس قرآنِ مجید میں ہدایت ہے لوگوں کے لیے اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ جو بھی تم میں سے اس مہینہ کو پائے (یعنی مسافر نہ ہو تندرست اور مقیم ہو) وہ روزہ رکھے، اور جو کوئی بیمار ہو یا مسافر، تو اس کو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے سختی نہیں کرنا چاہتا اور یہ چاہتا ہے کہ تم رمضان المبارک کی گنتی کو پورا کرو، اور اللہ تعالیٰ کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔'' [البقرة:۱۸۵]

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی رات سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے ایک فرشہ کو مقرر کر دیتے ہیں، جو اعلان کرتا ہے:

"يَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ ۔"

''کہ اے نیکیوں سے بغاوت کر کے گناہ کرنے والے اب تو رک جا۔''

"يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ ۔"

''اے برائیوں سے بغاوت کر کے نیکیاں کرنے والے جلدی کر نیکیوں سے اپنا دامن بھرلے۔'' [ترمذی]

قرآنِ مجید اور روزہ قیامت کے دن سفارش کریں گے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا، اے میرے اللہ! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا۔ اس لیے اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔

اس طرح قرآنِ مجید کہے گا، اے میرے رب! اس بندے کو میں نے رات قیام کے لیے سونے سے روکے رکھا، اس کے بارہ میں میری سفارش قبول فرما۔ چناں چہ ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِيْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَهٗ وَسَائِلُ اللّٰهِ فِيْهِ لَا يُخَيَّبُ ۔ [رواه البيهقى]

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کے ذکر

کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سوال کرنے والے کو نہیں لوٹاتا۔''

روزہ دار جہنم سے دور:

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ صَامَ يَوْمًا اِبْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ۔" [رواہ البیهقی]

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے دور رکھے گا۔''

تشریح: اس سے یہ مطلب نہ لیا جائے کہ پورے رمضان المبارک کے علاوہ کی بات ہے۔

جنت کا دروازہ باب الریان روزہ دار کے لیے خاص ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازے کا نام باب الریان ہے۔ اس سے صرف اور صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ [صحیح بخاری کتاب الصوم]

روزہ دار جنت کے خاص دروازہ سے داخل ہوگا:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک کا نام باب الریان (یعنی سیرابی کا دروازہ) ہے، قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوسکیں گے، اور اعلان کیا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں۔ تو پھر روزے دار کھڑے ہوں گے اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے، جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا اور کوئی دوسرا آدمی اس دروازہ سے داخل نہ ہو سکے گا۔

رمضان المبارک میں شیطانوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ۔ [متفق علیه]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔''

روزہ گناہوں کا کفارہ ہے:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرُ ۔ [رواہ مسلم]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کی درمیانی مدت کے لیے گناہوں کا کفارہ ہے بشرطیکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے۔''

روزہ رکھنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں:

رمضان المبارک کا بابرکت ماہ مغفرت و بخشش کے حصول کا مہینہ ہے جو شخص اُس کے احکام پر کما حقہٗ عمل پیرا ہوکر اور اپنے سابقہ گناہوں پر نادم وشرمسار ہوکر بارگاہِ الٰہی میں دست توبہ پھیلاتا ہے تو وہ یقیناً بخشش ومغفرت حاصل کر لیتا ہے۔ اس ماہ میں دن کے روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا ایک ایسا عظیم کام ہے جو سابقہ تمام گناہوں کو معاف کرانے کا سبب بن جاتا ہے، اس لیے ہمیں اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے اس کی تصدیق خاتم النبیین جناب محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔ [متفق علیه]

''جو شخص رمضان المبارک میں ایمان کی حالت میں حصولِ ثواب کی نیت سے روزے رکھے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

رمضان المبارک میں قیام کی فضیلت:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

ذَنْبِه ۔ [بخاری ومسلم]

''جو شخص رمضان المبارک میں ایمان کی حالت میں اور حصولِ ثواب کے لیے قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

دیکھیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے کتنا عظمتوں والا مہینہ عطا فرمایا ہے اس میں ہمیں زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے اور روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے سچ ہے وہ انسان ہے ہی بدقسمت جس کی زندگی میں رمضان المبارک آئے وہ اس میں عبادت کر کے اپنے ربّ العالمین کو راضی نہ کرے۔

رمضان المبارک میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاریہ عورت سے فرمایا کہ جب رمضان المبارک کا مقدس ماہ آئے تو اس میں عمرہ کر، اس لیے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ [صحیح بخاری:۱۸۶۳]

روزہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے:

حدیث قدسی میں ہے کہ

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِه۔

''یعنی انسان کے ہر عمل کا ایک مقرر کیا ہوا ثواب ملے گا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ خاص میرے لیے ہے اس کا بدلہ بھی میں خود ہی دوں گا۔'' [بخاری]

میت کی طرف سے روزہ کی قضا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْهِ صِیَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِیُّهٗ ۔ [رواہ مسلم]

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اُس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔''

رمضان المبارک کے ایک روزے کا مقام ومرتبہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّه وَاِنْ صَامَهٗ ۔

[ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان المبارک میں بغیر شرعی رخصت کے ایک روزہ (جان بوجھ کر) چھوڑ دے تو اس کا تمام عمر کا روزے رکھنا (رمضان المبارک کے ایک چھوڑے ہوئے روزہ کا) بدلہ نہیں اتار سکتا۔''

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! اس حدیث پر ذرا غور کریں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جان بوجھ کر ایک روزہ چھوڑ دیا اگر اس چھوڑے ہوئے روزہ کے بدلہ میں پوری زندگی بھی روزے رکھے تو رمضان المبارک میں اس کو جو روزہ رکھنے کا ثواب ملنا تھا وہ اُسے نہیں پا سکے گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کا کتنا ثواب ہے۔ اس لیے تمام مسلمانوں کو رمضان المبارک کے روزے رکھنے چاہئیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہیں اور جو لوگ بلا وجہ رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتے تو وہ اطاعت نبوی ﷺ کے خلاف چلتے ہیں اور قیامت کے دن ان لوگوں کو اُس چیز کا حساب دینا ہوگا۔

روزہ رکھنے کی من گھڑت دعا:

روزہ کی نیت رات کو کرنی چاہیے، یاد رہے کہ نیت کا تعلق دل سے ہے اور نیت کے لیے وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ جو دعا پڑھی جاتی ہے اس کا حدیث رسول ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ یہ مروّجہ دعا پڑھنا بدعت ہے، اور پھر بدعت تو ہے ہی گمراہی کا نام اور یہ گمراہی انسان کو جہنم میں لے جائے گی رمضان المبارک میں روزہ کے لیے صرف دل سے نیت کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اوپر والی نیت سنت سے ثابت نہیں۔

سحری کھانا سنت رسول ﷺ ہے:

بعض لوگ سحری کھانا ضروری نہیں سمجھتے وہ سوتے وقت یا آدھی

رات کو ہی کھا پی لیتے ہیں، یاد رکھنا چاہیے یہ دونوں عمل خلاف سنت ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحْرِ ۔ [صحيح مسلم]

''کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ کے درمیان فرق کرنے والی چیز صرف سحری کھانا ہے۔''

سحری کھانے کی فضیلت:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةٌ ۔ [متفق عليه]

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھانے میں برکت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھانا برکت کی چیز ہے۔'' [ترمذی]

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ دن میں بھوک پیاس کی کوفت اور کمزوری سے بچنے کے لیے سحری کا کھانا کھالیا کرو، اور رات کے قیام کی تیاری دوپہر کے وقت نیند کر کے کرو۔ [ابن ماجہ]

افطار میں جلدی کرنا:

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ ۔ [بخاری ومسلم بحواله مشكوة، ص: ٤٣١]

''سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اس وقت بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک وہ افطار میں (سورج غروب ہونے کے بعد) جلدی کرتے رہیں گے۔''

یہودی لوگ سورج غروب ہوجانے کے کافی دیر بعد روزہ افطار کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنی امت کو دیر سے افطار کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ [بخاری]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ پسند ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں، یعنی سورج کی ٹکیہ غروب ہوتے ہی افطار کر دیتے ہیں۔

روزہ افطار کرنے کی دعا:

افطار کرتے وقت بسم اللہ لازمی پڑھنی چاہیے۔ ہمارے ہاں یہ بات رواج پا چکی ہے کہ افطار کی دعا پڑھ کر کھانا پینا شروع کر دیتے ہیں جو کہ غلط طریقہ ہے۔ کیوں کہ نبی ﷺ سے کھانا شروع کرنے کے لیے بسم اللہ منقول ہے۔ واللہ اعلم

(١)...... اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ۔ (١)

[ابوداؤد بحواله مشكوة]

''اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے دیے ہوئے رزق سے میں نے افطار کیا۔''

اس دعا کے معنی پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا افطار کرنے کے بعد کی ہے۔

افطار کے بعد کی دعا:

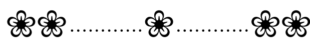
(٢)...... ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔ [سنن ابی داؤد، الصيام: ٢٠٦٦]

''پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔''

روزہ افطار کرنے کی چیزیں:

عَنْ اَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رُطَبَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتَمَرَاتٌ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَمَرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ ۔ [ترمذی ابوداؤد]

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز سے قبل تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے تھے، اگر تازہ کھجور نہ ملتی تو پھر خشک کھجور سے روزہ افطار کرتے اور اگر خشک کھجور بھی نہ ہوتی تو پھر پانی کا گھونٹ پی لیتے۔''



(١) یہ مرسل روایت ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف شمار ہوتی ہے۔ [الاعتصام]

تحقیق وتنقید

ایک حدیث کی تشریح ❶

عبدالرؤوف بن عبدالحنان اشرفی، دولۃ الکویت حرمہا اللہ

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قام مع الإمام حتى ينصرف كتب له قيام ليلة

''جس نے امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کیا تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔'' یعنی اسے پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

سببِ حدیث: اس حدیث کا سبب یہ ہے جیسا کہ خود ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے فرماتے ہیں:

" صمنا مع رسول الله ﷺ فلم يصل بنا حتى بقي سبع من الشهر، فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل، ثم لم يقم بنا في السادسة، وقام بنا في الخامسة حتى ذهب شطر الليل، فقلنا له يا رسول الله، لو نفلتنا بقية ليلتنا هذه؟ فقال: ((إنه من قام مع الإمام حتى ينصرف كتب له قيام ليلة)) الخ

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا تو آپ ﷺ نے ہمیں نمازِ تراویح نہ پڑھائی حتی کہ رمضان کی سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ نے ہمیں اس قدر لمبی نمازِ تراویح پڑھائی حتی کہ رات کا تہائی حصہ بیت گیا پھر آپ نے چھٹی رات (چوبیسویں رات) [1] کو ہمیں نمازِ تراویح نہ پڑھائی اور پانچویں رات (پچیسویں رات) اس قدر لمبی تراویح پڑھائیں حتی کہ رات کا نصف حصہ بیت گیا، ہم نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ باقی رات بھی ہمیں نماز پڑھائیں تو ہمارے لیے بہتر ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کیا اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔''

اس کے بعد ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے ہمیں ستائیسویں رات نمازِ تراویح پڑھائی اور اپنے گھر والوں کو بھی جمع کیا اور اتنا لمبا قیام کیا حتی کہ ہمیں سحری کے فوت ہوجانے کا خدشہ ہوگیا، اس کے بعد آپ نے باقی مہینہ ہمیں نماز تراویح نہ پڑھائی۔

یعنی رمضان کی اٹھائیسویں اور انتیسویں رات آپ نے ہمیں قیام نہ کروایا۔

(۱) حافظ ابن حبان اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ابوذر کا یہ کہنا کہ آپ نے ہمیں چھٹی رات نمازِ تراویح نہ پڑھائی اور پانچویں رات پڑھائی تو اس سے ان کی مراد مہینے کی باقی راتیں تھیں نہ کہ جو گزر چکی تھیں اور جس مہینے میں نبی ﷺ نے ان سے یہ بات فرمائی تھی وہ انتیس راتوں کا مہینہ تھا۔ لہٰذا اس کے مطابق چھٹی رات چوبیسویں اور پانچویں رات پچیسویں رات ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی اس بات کی تائید کے لیے درج ذیل عنوان قائم کیا ہے۔ ''ذكر الخبر الدال على صحة ما تأولنا اللفظة التي ذكرناها قبل۔''

اور اس عنوان کے تحت انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا ذکر کیا ہے جس کو انہوں نے اسی طرح احمد (۲/۲۵۱) اور ابن ماجہ (۱۶۵۶) نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے جس میں ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں لیلۃ القدر کا ذکر کیا تو آپ نے سوال کیا کہ رمضان کے کتنے دن بیت چکے ہیں؟ ہم نے کہا بائیس دن گزر چکے ہیں اور آٹھ دن باقی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ بائیس دن گزر چکے ہیں اور سات دن باقی ہیں۔ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے ان دنوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ ملاحظہ ہو صحیح ابن حبان: ۶/۲۸۹

یہ صحیح حدیث ہے، اس کو ترمذی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی صحیح کہا ہے، اور امام بغوی نے امام ترمذی کی تصحیح کو نقل کیا ہے۔

ملاعلی قاری کی اس حدیث کی شرح:

اس مضمون کی ابتدا میں یہ ذکر ہوا کہ ایک فاضل نے اس حدیث کے معنی یہ بیان کیے تھے کہ اس حدیث میں امام کے ساتھ اس کی فراغت تک قیام سے مراد اس کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرنا ہے اور انھوں نے اپنی اس بات کی تائید کے لیے غالباً حافظ عبداللہ روپڑی ؒ کا ذکر بھی کیا تھا کہ انھوں نے اس حدیث کے یہی معنی بیان کیے تھے۔

ان کی اس بات سے میرے ذہن میں خیال یہ آیا کہ شاید شارحین حدیث میں سے کسی نے اس کے یہ معنی بھی بیان کیے ہوں۔ لہٰذا کتب کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوا کہ ملا علی قاری نے اس حدیث کے یہی معنی بیان کیے ہیں وہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

" (إذا صلى) أى الفرض (مع الإمام) أى تاجعه (حتى ينصرف) أي الإمام ...... والظاهر أن المراد بالفرض العشاء والصبح لحديث ورد بذلك كذلك۔" [المرقاة: ۲/ ۱۷۰]

''جب نماز پڑھے یعنی فرض، امام کے ساتھ یعنی اس کی متابعت کرے حتی کہ فارغ ہو یعنی امام۔ اور ظاہر یہ ہے کہ فرض سے مراد عشاء اور صبح کی نماز ہے اس حدیث کی بنا پر جو اس طرح سے آئی ہے۔''

صاحب المرعاۃ (۴/ ۳۱۸) اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" حديث عثمان المتقدم فى باب "فضائل الصلاة" بلفظ۔

"من صلى العشاء فى جماعة فكأنما قام نصف الليل، ومن صلّى الصبح فى جماعة فكأنما صلى الليل كله۔" أخرجه مسلم وغيره۔

''حدیث عثمان جو باب ''فضائل الصلوٰۃ'' میں بایں الفاظ گزر چکی ہے: ''جس نے باجماعت نمازِ عشاء ادا کی گویا کہ اس نے آدھی رات تک قیام کیا۔ اور جس نے صبح کی نماز بھی باجماعت ادا کی تو گویا کہ اس نے پوری رات کا قیام کیا۔'' اس حدیث کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔(۱)

قلت: ملا علی قاری نے اس حدیث کی جو تاویل کی ہے وہ درج ذیل وجوہ کی بنا پر غیر صحیح ہے۔

پہلی وجہ: یہ تاویل حدیث کے ظاہر کے خلاف ہے۔ کیوں کہ حدیث کے سیاق وسباق سے پتا چلتا ہے کہ امام کے ساتھ قیام کرنے سے مراد نمازِ تراویح پڑھنا ہے نہ کہ عشاء کی نماز۔

آپ ﷺ نے صحابہ کو پچیسویں رات جب آدھی رات تک نمازِ تراویح پڑھائی تو صحابہ نے آپ سے جب یہ کہا کہ آپ باقی رات بھی ہمیں نمازِ تراویح پڑھائیں تو آپ نے ان کو بتایا کہ جس نے امام کے ساتھ قیام کیا۔ آدھی رات تک یا اس سے بھی کم وقت تک تو اس کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

دوسری وجہ: اس حدیث میں اگر نمازِ عشاء مراد لی جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ قیام اللیل یا دوسرے لفظوں میں نمازِ تراویح پڑھنے کی کوئی نہیں۔ کیوں کہ جب باجماعت نمازِ عشاء ادا کرنے سے ہی پوری رات کے قیام کا ثواب حاصل ہو جائے گا تو پھر تراویح کی کیا ضرورت اور یہ تاویل متعدد احادیث کے خلاف بھی ہے، مثلاً:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ يرغب فى قيام رمضان من غير أن يأمرهم فيه بعزيمة فيقول: من قام رمضان إيماناً واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه۔"

''رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے بغیر

(۱) اس حدیث کو مسلم (۵/ ۱۵۷۔ شرح نووی) ابوداؤد (ح: ۵۵۵) اور ترمذی (ح: ۲۲۱) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس کی مفصل تخریج کے لیے ''القول المقبول'' (ص: ۲۴۰، ح: ۹۱۵۰) دیکھی جائے۔

اس کے کہ آپ صحابہ کو اس کا حکم دیں، چناں چہ فرمایا کرتے تھے: ''جس نے ثواب پر اللہ کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اور اجر وثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (۱)

تیسری وجہ: اس حدیث میں ابوداؤد اور اسی طرح نسائی کی ایک روایت میں اگرچہ ''إن الرجل إذا صلی مع الامام'' آدمی جب امام کے ساتھ نماز ادا کرلے'' ہے اور اسی طرح طحاوی کے ہاں بھی نماز کا ذکر ہے مگر دیگر مذکورہ کتب میں یا دوسرے لفظوں میں اس حدیث کی اکثر روایات میں ''إذا قام مع الامام'' ''جب امام کے ساتھ قیام کرے'' کے الفاظ ہیں۔

قیام پر نماز کا اطلاق تو ہوتا ہے مگر عام نماز پر قیام کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ قیام کا اطلاق نماز تہجد اور تراویح پر ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی ایک دلیل ہے کہ اس حدیث میں ''إذا صلی'' سے مراد نماز عشاء نہیں بلکہ نمازِ تراویح ہے۔

چوتھی وجہ: ملاعلی قاری نے اس حدیث سے جو مراد لی ہے ہمارے علم کے مطابق ان سے پہلے کسی نے اس حدیث کی یہ تفسیر نہیں کی ہے۔ قارئین اس حدیث کی تخریج میں یہ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ جن ائمہ نے اس حدیث کو اپنی کتب میں روایت کیا ہے، ان میں سے کسی نے بھی اس حدیث پر ''باب فضل صلاۃ العشاء مع الامام'' یا اس جیسا کوئی باب بھی قائم نہیں کیا بعض محدثین نے اس کو ''کتاب الصیام'' میں روایت کیا ہے اور اس پر ''باب ما جاء فی قیام شہر رمضان'' وغیرہ باب باندھا ہے اور جن محدثین نے اس کو ''کتاب الصلاۃ'' میں روایت کیا ہے انہوں نے بھی اس پر اسی قسم کے ابواب قائم کیے ہیں۔ اب اس حدیث پر امام ابن خزیمہ اور ان کے شاگرد حافظ ابن حبان اور اسی طرح امام بیہقی کی بھی تبویب ملاحظہ کیجیے۔ جس سے یہ بخوبی واضح ہو جائے گا کہ اس حدیث کا تعلق نماز تراویح سے ہے نمازِ عشاء سے نہیں۔

① ...... امام ابن خزیمہ: انہوں نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

" باب ذکر قیام اللیل کله للمصلی مع الإمام فی قیام رمضان حتی یفرغ ـ"

''اس نمازی کے لیے پوری رات کے قیام کا ذکر جو قیام رمضان میں امام کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ قیام کرتا ہے۔''

② ...... حافظ ابن حبان رحمہ اللہ: انہوں نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے:

" ذکر تفضل اللّٰه حلّ وعلا بکتبه قیام اللیل کله لمن صلّی مع الإمام التراویح حتی ینصرف ـ "

''اللہ ...... جل وعلا ...... کے فضل و احسان کا ذکر کہ جو شخص امام کے ساتھ اس کی فراغت تک نماز تراویح ادا کرے اس کے لیے وہ پوری رات کا قیام لکھتا ہے۔''

③ ...... امام بیہقی: انہوں نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

" باب من زعم أنها بالجماعة أفضل ـ"

''یہ بیان کہ جن علماء کا خیال ہے کہ تراویح باجماعت افضل ہیں۔''

محدثین نے تو اس حدیث سے امام کے ساتھ تراویح ادا کرنے کی فضیلت پر دلیل لی ہے نہ کہ امام کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کرنے کی فضیلت پر۔

علامہ ابن قدامہ امام احمد کے بارے میں لکھتے ہیں:

" وکان أحمد یقول یعجبني أن یصلی مع الإمام ویوتر معه، قال النبی ﷺ ...... " [المغنی: ۲/ ۶۰۷]

(۱) اس کو مسلم (۶/ ۴۰، نووی) ابوداؤد (۱۳۷۱) ترمذی (۸۰۸) اور نسائی (۴/ ۱۵۴، ۱۵۵) نے روایت کیا ہے اور اس کا مرفوع حصہ ''من قام رمضان ......'' بخاری میں بھی ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح بخاری (ح: ۳۵، ۳۷، ۳۸، ۱۹۰۱، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۴) کتاب الایمان، کتاب الصیام۔ مزید احادیث کے لیے ملاحظہ ہو ''بخاری'' کتاب التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی صلاۃ اللیل والنوافل من غیر ایجاب۔ ''کان یرغب ...... سنن نسائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے مگر امام نسائی نے اس میں کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ زہری کا قول ہوسکتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں ملاحظہ ہو۔ تحفۃ الاشراف (۱۲/ ۲۸/ ۱۶۴۱۱)

''احمد کہا کرتے تھے کہ مجھے پسند یہ ہے کہ آدمی تراویح اور وتر امام کے ساتھ ادا کرے۔''

اس کے بعد انہوں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

" وبهـذا الحديث احتج أحمد وغيره على أنّ فعلا فـي الـجماعة أفضل من فعلها في حال الانفراد ـ اقتضاء الصراط المستقيم ـ " [ص:۳۱۲]

''اس حدیث سے احمد اور دیگر علماء نے اس مسئلہ پر حجت لی ہے کہ تراویح کو باجماعت ادا کرنا ان کو انفرادی طور پر ادا کرنے سے افضل ہے۔''

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ملاعلی قاری نے اس حدیث کی جو تفسیر کی ہے وہ ائمہ اور محدثین میں سے کسی کی بھی تفسیر نہیں ہے۔

ملاعلی قاری سے اس تفسیر کو صاحب ''عون المعبود'' (۱۷۴/۴) اور صاحب ''تحفۃ الاحوذی'' (۳/ ۴۳۷-۴۳۸) نے بغیر کسی تعاقب کے نقل کیا ہے۔ مگر صاحب ''بذل المجہود'' نے ان کا تعاقب کیا ہے، جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔

پانچویں وجہ: اس حدیث میں ''من قام مع الامام حتی ینصرف'' ہے جس نے امام کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ قیام کیا۔

ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ مقتدی امام کی فراغت سے پہلے بھی جا سکتا ہے اور یہ قیام اللیل میں ہو سکتا ہے فرض نماز میں نہیں۔ کیوں کہ فرض نماز میں بغیر کسی شرعی عذر کے نماز چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔

ملاعلی قاری نے اس حدیث کی جو تاویل کی ہے وہ کئی اعتبار سے چوں کہ غیر صحیح ہے جیسا کہ قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں اسی لیے مولانا سہارن پوری نے ان کا ردّ کرتے ہوئے لکھا ہے:

" والأولى عندي أن يقال: إنّ المراد بالصلاة في قولـه: ((إذا صلـى مـع الإمام))، صلاة التراويح فـإنّـه إذا صلـى فـرض الـعشاء والصبح مع الإمام يكون له ثواب ليلة كاملة ثواب صلاة الفرض ـ وهـهـنـا إذا صلى التراويح مع الإمام حتى ينصرف يـحـصـل لـه ثـواب ليلة كاملة ثواب صلاة النفل، وظـاهر الكلام يؤيد ما قلنا، فإن أبا ذر سأله ﷺ، أن يـنـفـل بـقيّة الـليلة، فأجاب أنّه لا يحتاج إلى الـقيـام بقيّة الليلة، لأنّ ثواب الليلة الكاملة يحصل بهذا القدر ـ أيضاً ـ و ـ أيضاً يؤيده قوله: ((حتى ينـصـرف)) فـإن الانـصـراف في الفرض في أثناء الـصلاة غير ممكن، بل الانصراف يحصل بعد ما ينصرف الإمام ـ

وأمّـا الـتـراويـح ، فالانصراف فيها قبل انصراف الإمـام مـمكن لأنها ترويحات متعددة فيمكن أن يـنـصـرف الـرجـل قبل أن يفرغ الإمام من جميع الصلاة ـ " [بذل المجمهود: ۷/ ۱۵٦]

''میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان ''إذا صلى مع الامام'' [1] سے مراد نماز تراویح ہے۔ کیوں کہ آدمی جب عشاء اور صبح کی نماز امام کے ساتھ ادا کرے گا تو اس کے لیے پوری رات کی فرض نماز کا ثواب ہوگا۔''

اور اس حدیث میں یہ ہے کہ جب وہ امام کے ساتھ نماز تراویح اس کے فارغ ہونے تک ادا کرے گا تو اس کو پوری رات کی نفل نماز کا ثواب حاصل ہوگا۔

اور اس حدیث کے ظاہر سے ہماری اس بات کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ ابوذر نے آپ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ آپ باقی رات بھی نماز تراویح پڑھائیں تو آپ نے جواب دیا کہ باقی رات کے قیام کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ اس قدر قیام سے بھی پوری رات کے قیام کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

(۱) اکثر روایات میں ''إذا قام مع الامام'' کے الفاظ ہیں اور قیام پر نماز کا اطلاق بھی ہوتا ہے مگر نماز کو قیام نہیں کہا جاتا جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

اور ہماری بات کی تائید آپ کے اس قول ''حتی ینصرف'' سے بھی ہوتی ہے کیوں کہ فرض نماز میں دورانِ نماز انصراف (پھر جانا) ممکن نہیں بلکہ امام کے انصراف کے بعد ہی انصراف ہوگا۔

رہی نمازِ تراویح تو اس میں امام کے انصراف سے پہلے انصراف ممکن ہے۔ کیوں کہ وہ متعددترویحات پر مشتمل ہوتی ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ آدمی امام کی مکمل نماز سے فراغت سے قبل ہی منصرف ہوجائے۔ یعنی دو یا چار یا اس سے کم وبیش رکعت پڑھ کر چلا جائے۔

سہارنپوری کے کلام سے ملتا جلتا مولانا عبیداللہ مبارکپوری کا کلام بھی ہے۔ شاید انہی کے کلام سے ہی ماخوذ ہے۔ چناں چہ وہ ملاعلی قاری کی اس حدیث کی شرح کو ذکر کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

" وقيل: المراد بالصلاة فی قوله: ((إذا صلى مع الإمام)) صلاة التراويح، والمعنى: " أن الرجل إذا صلى" أي التراويح فی أوّل الليل فی رمضان "مع الإمام حتى ينصرف" أي يفرغ الإمام من الصلاة ويرجع "حسب له قيام ليلة " أی كاملة ...... وأما حديث عثمان الذی أشار إليه القاری، فيقال فی معناه أن من صلى فريضة العشاء والصبح مع الإمام أي بالجماعة يكون له ثواب ليلة كاملة ثواب صلاة الفرض، ويقال ههنا أنّه إذا صلى التراويح مع الإمام حتى ينصرف يحصل له ثواب ليلة كاملة ثواب صلاة النفل ـ

قيل: ويؤيد ذلك رواية الترمذي والنسائي وابن ماجه بلفظ " من قام مع الإمام " بدل " إذا صلى مع الإمام: فإن لفظ القيام ظاهر فی معنى صلاة الليل أي التراويح، ويؤيده۔ أيضا أن أبا ذر سأله۔ صلى الله عليه وسلم۔أن ينفل بقية الليلة، وهذا يقتضى أن يجيب بأنه لا يحتاج إلى قيام بقيّة الليلة، لأن ثواب الليلة التامّة قد حصل بالقدر الذی قام بهم، ويؤيده۔ أيضاً ۔ أنّ قوله " حتى ينصرف" فإنّه يشير إلى أن الانصراف قبل أن ينصرف الإمام من جميع صلاته ممكن، ومن المعلوم أن الانصراف فی الفرض فی أثناء الصلاة غير ممكن، لانه لا يحصل إلا بعد ما ينصرف الإمام بخلاف التراويح فإن الانصراف فيها قبل انصراف الإمام ممكن لأنها شفعات متعددة فيمكن أن ينصرف الرجل قبل أن يفرغ الإمام من جميع صلاة التراويح ـ" [مرعاة المفاتيح: ٤/ ٣١٨]

ان کے اس مکمل کلام کا معنی ومفہوم وہی ہے جو سہارنپوری کے مذکورہ کلام کا ہے۔ لہٰذا اس کے ترجمے کی ضرورت نہیں۔

ابوداؤد کے ایک دوسرے شارح شیخ محمود محمد سبکی از ہری (متوفی ۱۳۵۲ھ) اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

" إنّه الشخص إذا صلى مع الإمام الفرض والقيام حصل له ثواب ليلة تامة بخلاف ما إذا صلى مع الإمام العشاء فقط فإنه يحصل له ثواب قيام نصف ليلة لما رواه مالك والترمذی ومسلم ......" المنهل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد: ٧/ ٣١٤

''بے شک آدمی جب امام کے ساتھ فرض (نماز عشا) اور قیام اللیل ادا کرے گا تو اسے پوری رات کا ثواب ملے گا بخلاف اس کے کہ جب وہ امام کے ساتھ فقط نماز عشا ادا کرے تو اسے آدھی رات کے قیام کا ثواب ملے گا اس حدیث کی بنا پر جس کو مالک، ترمذی اور مسلم نے روایت کیا ہے۔''

اس کے بعد انہوں نے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔

ان کے اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی حدیث ابوذر سے نماز عشا نہیں بلکہ قیام اللیل ہی سمجھا ہے جیسا کہ ملاعلی قاری کے علاوہ دیگر سب علماء نے سمجھا ہے۔

شیخ علی بن آدم الا تیوبی[1] اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یعنی إذا صلی العشاء جماعة مع الإمام ثم صلی بعدها معه ما تیسّر له حتی ینصرف الإمام حصل له ثواب قیام لیلة کاملة بخلاف من صلّی الفرض ثم فإنه یحصل له قیام نصف لیلة کما فی حدیث عثمان ......" [شرح النسائی: ١٦/ ٢٩، ح: ١٣٦٤]

"یعنی آدمی جب امام کے ساتھ باجماعت عشاء کی نماز ادا کرے پھر اس کے ساتھ اس کے منصرف (پھرنے) تک اس کے جو میسر ہو نماز ادا کرے تو اسے پوری رات کے قیام کا ثواب ملے گا برعکس اس آدمی کے جو صرف فرض نماز ادا کرے اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ملے گا جیسا کہ حدیث عثمان میں ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے حدیث عثمان ذکر کی ہے۔

❀❀............❀............❀❀

دسویں سالانہ سیرت ساقی کوثر کانفرنس

زیر صدارت: بقیۃ السلف مولانا عتیق اللہ سلفی (ناظم مرکز الدعوۃ السلفیۃ ستیانہ بنگلہ)

٦۔اکتوبر ۲۰۰۹ء بعد از نماز عشاء

مقررین: سید سبطین شاہ نقوی صاحب، مولانا بنیامین عابد صاحب، عبدالرؤف یزدانی صاحب، امانت الرحمٰن عثمانی صاحب

منجانب: مرکزی جامع مسجد مبارک اہل حدیث چک نمبر ٨٦ ج، ب۔ دھول ماجرا تحصیل وضلع فیصل آباد۔ فون: 0306-4872801

باورچی کے ضرورت مند

لاہور یا مضافات میں کسی جگہ باورچی کی ضرورت ہو تو رابطہ کریں۔ نیز ان کی اہلیہ قاریہ قرآن ہیں (میاں بیوی) کے لیے جگہ ہو تو بھی رابطہ کریں۔

رابطہ: 0336-4159391

(۱) یہ معاصرین میں سے ہیں اور دارالحدیث مکہ مکرمہ میں استاذ ہیں۔

تعاونوا علی البر والتقویٰ

"مدرسہ دارالسلام" حجرہ شاہ مقیم جیسے مشہور شہر میں واقع جس میں تقریباً بیس (20) سے زائد شرک کے مراکز (مزارات) ہیں۔ اس مدرسہ کی بنیاد 14 جولائی 1966ء کو چند اولیاء اللہ (۱) مولانا محی الدین لکھویؒ، (۲) ولی کامل میاں محمد باقر صاحبؒ جھوک دادو طور، (۳) مفکر اسلام مولانا معین الدین لکھوی حفظہ اللہ، (۴) استاذ محترم مولانا محمد یوسف صاحب راجووال نے رکھی۔ اور اس وقت سے اب تک خطابت وتدریس کے فرائض (راقم: ابراہیم خلیل) سرانجام دے رہا ہے۔ امسال 27 طالبات نے وفاق المدارس کے امتحان میں شمولیت کی اور 4 طالبات نے حفظ القرآن کا امتحان دیا۔ 40 کے قریب بیرونی طالبات کا داخلہ تھا جن کے قیام وطعام وکتب کا انتظام مدرسہ کی طرف سے کیا گیا۔ صبح وگاہی تدریس چار معلم ومعلّمات ہمہ تن مصروف رہے۔ مقامی طالبات 80 سے متجاوز ہیں۔ شعبہ حفظ طلباء میں 15 طلباء کے لیے ایک محنتی اور مشاق قاری صاحب خدمت انجام دے رہے ہیں۔

آئندہ سال شوال سے درسِ نظامی کے شعبہ کے اجراء کا منصوبہ زیر عمل ہے۔ یاد رہے کہ یہ سب کام مقامی جماعت کی اعانت سے ہو رہا ہے جو کہ بہت ناکافی ہے۔ لہٰذا جماعت کے مخیّر حضرات سے تعاون کی پرزور اپیل کی جاتی ہے۔

مولانا ابراھیم خلیل، ناظم وخطیب مدرسہ دارالسلام المسجد الربانی اہل حدیث، چونیاں روڈ حجرہ شاہ مقیم تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ۔ فون: 0333-6689310 نیشنل بنک اکاؤنٹ نمبر 9-1083 حجرہ شاہ مقیم برانچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی سکالرز اور اہل علم ودانش کے لیے دعوتِ عام

یہ امر ہر مسلمان واہل علم ودانش پر واضح ہے کہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد عرصہ پون صدی سے زائد دینی وعصری علوم کے فروغ میں ہمہ تن مصروف ہے۔اس کے فیض یافتگان دنیا کے تمام اطراف واکناف میں رشد وہدایت کی مشعل روشن کیے ہوئے ہیں۔جہاں دنیائے اسلام میں جامعہ تعلیم الاسلام کا ایک نمایاں علمی مقام ہے وہاں اس کی لائبریری بھی ایک فقیدالمثال حیثیت رکھتی ہے۔بانی جامعہ ابوالمساکین حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ کی تمنائے صادقہ کو عملی جامہ پہنانے میں حالیہ رئیس جامعہ حضرت مولانا عبدالقادر ندوی حفظہ اللہ اور سابق ناظم حضرت مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری رحمہ اللہ کا ایک عظیم کردار ہے۔جس کی بدولت مکتبہ جامعہ میں کتب ہزاروں سے متجاوز ہیں۔

خریدکردہ کتب کے علاوہ فیض یافتگانِ جامعہ ومحسنین جامعہ کی وقف کردہ کتب کا بھی ایک عظیم ذخیرہ ہے،جن میں استاد پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ اور ان کے جانشین حضرت مولانا عمردین رحمہ اللہ کے مکتبات نمایاں ہیں۔یہ کتب عطیہ کرنے میں محترم ڈاکٹر محمد یوسف فاروق اور شیخ محمد آصف ودیگر اراکین جامعہ منانیہ کی مساعی قابل قدر ہیں۔ادارہ ان کا انتہائی ممنون ہے۔

ادارہ ہرسال لاکھوں روپے پر محیط کتب کے لیے بجٹ مختص کرتا ہے۔لہٰذا جو کتب امسال خرید کی گئی ہیں ان کی فہرست حاضر خدمت ہے۔ہم اہل علم ودانش اور سکالرز حضرات کو دعوت عام دیتے ہیں کہ وہ اس عظیم نادرالمثال لائبریری سے استفادہ کے لیے ہروقت تشریف لاسکتے ہیں ہم ان کی مہمان نوازی کے لیے چشم براہ ہیں۔

جامعہ میں علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ (میٹرک،ایف۔اے،بی۔اے) کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔شعبہ حفظ قرآن کا داخلہ جاری ہے اور شعبہ کتب مع علوم عصریہ کا داخلہ ۵ شوال سے جاری ہوگا۔ماہِ مبارک میں ہم علمی تشنگان کو دعوت دیتے ہیں وہاں ہم اہل ثروت ومحسنین کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان مہمانانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دامے درمے اور سخنے معاونت کرکے ذریعہ نجات اور ذخیرہ آخرت بنائیں۔ہم اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نیکی کے کام کرنے کی توفیق بخشے اور قبولیت سے نوازے،آمین۔

الداعی الی الخیر:ادارہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن،ضلع فیصل آباد۔فون:041-3434221 / 041-3431921

نمبرشمار	نام کتاب	جلد	نام مصنف / نام محقق	مطبع	طبع
۱	عون المعبود شرح ابوداؤد	۱۵	شمس الحق عظیم آبادی۔ عبداللہ محمود محمد عمر	دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان	۲۰۰۷
۲	تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان	۶	نظام الدین حسن بن محمد	دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان	۱۹۹۶
۳	سبل السلام شرح بلوغ المرام	۴	محمد بن اسماعیل یمنی	دارالکتاب العربی	۱۹۸۷
۴	اوضح المسالک الی الفیہ ابن مالک	۴	عبداللہ جمال الدین مصری	دارالفکر بیروت لبنان	
۵	بصائر ذی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز	۶	محمد بن یعقوب فیروزآبادی۔عبدالعلیم الطحاوی	مکتبہ علمیہ بیروت لبنان	
۶	کتاب العلل ومعرفۃ الرجال	۴	امام احمد بن حنبل۔ وصی اللہ بن محمد عباس	دارالقبس للنشر والتوزیع ریاض	۲۰۰۶
۷	الاقناع فی النحو شرح الفیہ ابن مالک	۸	احمد سید حامد آل برجل	دارالقبس للنشر والتوزیع ریاض	۲۰۰۷
۸	// // // //	//	// // // //	// // //	//
۹	الجامع المفہرس	۲	ناصرالدین البانی	دارابن الجوزی سعودیہ	۱۹۸۹
۱۰	موارد الظمان لاروس الزمان	۴	عبدالعزیز محمد سلیمان		۱۹۸۳
۱۱	مشکوٰۃ المصابیح	۳	محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی۔ناصرالدین البانی	المکتب الاسلامی بیروت	۱۹۸۵

۱۲	قاموس البدع	۱	ناصر الدین البانی	دار الامام البخاری دوحۃ قطر	۲۰۰۸
۱۳	اعلام النساء	۵	عمر رضا کحالہ	موسسۃ رسالہ بیروت	۲۰۰۳
۱۴	فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء	۲۳	احمد بن عبد الرزاق الدویش	ادارۃ البحوث العلمیہ ریاض	۲۰۰۳
۱۵	الشرح الممتع علی زاد المستقنع	۱۱	محمد بن صالح العثیمین ۔ ہانی الحاج	المکتبۃ التوفیقیہ مصر	
۱۶	معارج القبول	۲	حافظ بن احمد الحکمی	ادارۃ البحوث العلمیۃ سعودیہ	
۱۷	معجم فقہ السلف	۹	محمد المنصر الکتانی	مطابع الصفا مکہ مکرمہ	
۱۸	التفسیر الواضح	۳۰	محمد محمود حجازی	مطبع استقلال الکبریٰ قاہرہ	
۱۹	التقیید والایضاح	۲	ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم ۔ اسامہ بن عبد اللہ خیاط	دار البشائر الاسلامیہ بیروت	۲۰۰۴
۲۰	زبدۃ الافہام بفوائد عمدۃ الاحکام	۳	ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی	دار ابن حزم بیروت لبنان	۲۰۰۷
۲۱	الواضح فی الحدیث	۳	عمر بن حسن عثمان فلاتہ	مکتبہ الغزالی دمشق	۱۹۸۱
۲۲	کتاب الفروع	۱۱	محدث شمس الدین محمد بن مفلح ۔ عبد اللہ بن عبد المحسن	موسسۃ الرسالہ بیروت	۲۰۰۳
۲۳	یسئلونک فی الدین والحیاۃ	۷	الدکتور احمد الرباصی	دار الجیل بیروت	
۲۴	احکام القرآن	۴	ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی ۔ علی محمد البجاوی	دار الجیل بیروت	۱۹۸۸
۲۵	الفقہ الاسلامی وادلتہ	۱۱	الدکتور وہبۃ الزحیلی	دار الفکر دمشق	۲۰۰۶
۲۶	الاشراف علی مذاہب العلماء	۱۰	محمد بن ابراہیم نیسابوری ۔ ابو حماد صغیر احمد الانصاری	مکتبہ مکہ الثقافیہ الریاض	۲۰۰۷
۲۷	شرح سنن النسائی	۴۲	علی بن آدم بن موسیٰ	دار آل بروم مکہ مکرمہ	۲۰۰۷
۲۸	فتاویٰ علماء بلد الحرام	۱	خالد بن عبد الرحمٰن الحریسی	دار القبس ریاض	۲۰۰۸
۲۹	المسجد الحرام تاریخہ واحکامہ	۱	الدکتور وصی اللہ بن محمد عباس		
۳۰	ابکاء المنن	۱	محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری ۔ ابو القاسم بن عبد العظیم	دار القبس الریاض	۲۰۰۹
۳۱	تحقیق الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام	۱	محمد بن عبد الرحمٰن مبارکپوری		۲۰۰۸
۳۲	التاسیس فی اصول الفقہ	۱	مصطفیٰ بن محمد بن سلامہ		۲۰۰۹
۳۳	صدقۃ التطوع العینیۃ	۱	عبد القادر بن عبد الکریم گوندل	موسسۃ الاعمار الخیریۃ الریاض	۲۰۰۸
۳۴	القول السدید شرح کتاب التوحید	۱	محمد بن عبد الوہاب	دار القبس ریاض	۲۰۰۵
۳۵	سیاسۃ الاسلام فی التعامل مع الفتن المعاصرۃ	۱	عبد العزیز بن عبد اللہ	دار القبس ریاض	۲۰۰۸
۳۶	تجرید التوحید المفید	۱	تقی الدین المقریزی ۔ صبری بن سلامہ شاہین	دار القبس ریاض	۲۰۰۵
۳۷	کتاب السلسبیل	۱	شمس الدین محمد بن احمد الذہبی	دار الامام البخاری دوحہ قطر	۲۰۰۸
۳۸	نشرات کاذبۃ	۱	محمد بن عبد اللہ السمہری	دار القبس ریاض	۲۰۰۸
۳۹	الفرائض	۱	الدکتور عبد الکریم بن محمد اللہ	مکتبۃ المعارف الریاض	۱۹۸۶
۴۰	الرد علی الزنادقۃ والجہمیۃ	۱	احمد بن محمد بن حنبل ۔ دغش بن شبیب العجمی	دار الامام البخاری الدوحۃ قطر	
۴۱	المحاسن المساوی	۱	الشیخ ابراہیم بن محمد البیہقی	دار البیروت بیروت	۱۹۸۹
۴۲	فضل علم السلف علی علم الخلف	۱	حافظ ابن رجب حنبلی بغدادی ۔ ابو القاسم عبد العظیم	دار القبس ریاض	۲۰۰۹

۴۳	اثر الحدیث الشریف فی اختلاف الائمہ الفقہ	۱	محمد عوامہ	دار قرطبہ بیروت	۲۰۰۷
۴۴	الاحادیث المشکلہ فی تفسیر القرآن	۱	احمد بن عبدالعزیز	دار ابن الجوزی الریاض	۱۴۳۰ھ
۴۵	معجم المختلطین	۱	محمد بن طلعت	دار اضواء السلف الریاض	۲۰۰۵
۴۶	غایۃ المرام فی تخریج احادیث الحلال والحرام	۱	محمد ناصر الدین البانی	المکتب الاسلامی بیروت	۱۹۹۴
۴۷	اسماء القرآن واوصافہ فی القرآن	۱	عمر بن عبدالعزیز	دار ابن الجوزی الریاض	۱۴۳۰ز
۴۸	الزکاۃ فی المیزان	۱	عبدالعزیز محمد رشید	دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیہ جدہ	۱۴۲۹ھ
۴۹	خبر الواحد وحجیتہ	۱	احمد بن محمود عبدالوہاب	عمارۃ البحث العلمی سعودیہ	۱۴۲۲ھ
۵۰	اسلامیہ لا وہابیۃ	۱	ناصر بن عبدالکریم	دار الفضیلۃ الریاض	۲۰۰۷
۵۱	اصل صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ	۳	محمد ناصر الدین البانی	مکتبہ المعارف الریاض	۲۰۰۶
۵۲	المتنافسون فی محبۃ الرسول	۲	سامی عاشور حسن بن عاشور	دار القبلہ للثقافۃ الاسلامیہ جدہ	۱۴۲۹ھ
۵۳	الجامع الصحیح وہو السنن الترمذی	۵	محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی۔ احمد محمد شاکر		
۵۴	سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ	۱۱/۷	محمد ناصر الدین البانی	مکتبہ المعارف الریاض	۱۹۹۵
۵۵	سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ	۱۴/۲۰	محمد ناصر الدین البانی	// //	۲۰۰۰
۵۶	شرح سنن ابن ماجہ	۵	علاء الدین مغلطائی۔ ابو عبداللہ احمد بن ابراہیم	مکتبہ دار ابن عباس	۲۰۰۷
۵۷	المعجم الصغیر لرواۃ ابن جریر الطبری	۲	اکرم بن محمد زیادہ الفالوجی	دار ابن عفان مصر	۲۰۰۵
۵۸	تقیید المہمل فی تمییز المشکل	۳	حسین بن محمد الغسانی	دار علم الفوائد سعودی عرب	۲۰۰۰
۵۹	المدرسۃ الحدیثیۃ فی مکہ والمدینہ	۲	محمد الثانی عمر موسیٰ	مکتبہ دار المنہاج الریاض	۱۴۲۸ھ
۶۰	الصحیح المسند مما لیس فی الصحیحین	۲	ابو عبدالرحمٰن مقبل بن ہادی	دار الآثار یمن ا	۲۰۰۵
۶۱	ذخیرۃ الحفاظ	۵	امام حافظ محمد بن طاہر المقدسی۔ عبدالرحمٰن بن عبدالجبار	دار السلف الریاض	۱۹۹۶
۶۲	المواعظ والاعتبار فی ذکر الحفاظ والآثار	۵/۶	تقی الدین احمد بن علی۔ الدکتور ایمن فواد سید	موسسۃ الفرقان لندن	۲۰۰۴
۶۳	الاختیارات الفقہیۃ لابن حاور	۳	حسن بن حامد بغدادی	عمارۃ البحث العلمی سعودی عرب	۱۴۲۸ھ
۶۴	الامثال القرآنیۃ	۳	عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجربوع		
۶۵	استدراک بعض الصحابہ	۲	سلیمان بن صالح		۲۰۰۸
۶۶	مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ	۲	حافظ شہاب الدین		۲۰۰۴
۶۷	الحدیث النبوی	۱	محمد بن لطفی الصباغ	المکتب الاسلامی بیروت	۲۰۰۳
۶۸	المواریث	۱	الشیخ ابن عثیمین	دار ابن الجوزی القاہرۃ	۲۰۰۷
۶۹	عظیم قدرہ	۱	خلیل بن ابراہیم	دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیہ جدہ	۱۴۲۹ھ
۷۰	معجم المدلسین	۱	محمد بن طلعت	دار اضواء السلف الریاض	۲۰۰۵
۷۱	زیادۃ الثقۃ فی الاسانید والمتون	۱	عمرو عبدالمنعم سلیم	مکتبہ دار الامۃ نائیجیریا	۲۰۰۶

۷۲	السنة	١	ابوعبداللہ محمد بن نصیر المروزی۔الدکتور عبداللہ بن محمد البصیری	دارالعاصمة الریاض	۲۰۰۱
۷۳	التقلید فی باب العقائد واحکامه		ناصر بن عبدالرحمٰن		۲۰۰۵
۷۴	الانتصار لاصحاب الحدیث		ابوالمظفر منصور بن محمد سمعانی	مکتبہ دارالمنہاج الریاض	۱۴۲۸ھ
۷۵	احکام المواریث		سلمان بن ابراہیم	دارالعاصمہ الریاض	۲۰۰۳
۷۶	السیف المسلول علی من سب الرسولؐ	١	تقی الدین علی بن عبدالکافی۔ابواسامہ سلیم بن عید بن محمد	دارابن حزم بیروت لبنان	۲۰۰۵
۷۷	منہج المتقدمین فی التدلیس	١	ناصر بن محمد الفہد	دار اضواء السلف الریاض	۲۰۰۱
۷۸	اثر اختلاف القراءت فی احکام الفقہیة	١	عبداللہ بن برجس آل ظفر	دارالہدی النبوی مصر	۲۰۰۵
۷۹	المنہج السلفی فی البلاد العربیة	١	الدکتور مفرح بن سلیمان	دارالفضیلة الریاض	۲۰۰۲
۸۰	التکمیل لمافات تخریجہ من ارواء الغلیل	١	صالح بن عبدالعزیز	دارالعاصمة الریاض	۱۹۹۶
۸۱	موقف الصحابة من الفرقة والفرق	١	اسماء بنت سلیمان بن عبدالرحمٰن	دارالفضیلة الریاض	۲۰۰۵
۸۲	شرح کتاب الفقہ الاکبر	١	الامام ملاعلی القاری	دارالکتب العلمیة بیروت لبنان	۲۰۰۷
۸۳	ابن تیمیہ السلفی	١	محمد بن خلیل ہراس	دارالشریعة القاہرة	۲۰۰۴
۸۴	کتاب الامامة	١	حافظ ابونعیم اصبہانی	مکتبة العلوم والحکم مدینہ منورہ	۲۰۰۴
۸۵	المفید فی مہمات التوحید	١	عبدالقادر بن محمد	دار اضواء السلف الریاض	۲۰۰۴
۸۶	شرح المنظوم البیقونیة	١	ابومعاذ طارق بن عوض اللہ بن محمد	دارالمغنی	۲۰۰۹
۸۷	شرح نخبة الفکر	١	حافظ ابن حجر عسقلانی		۲۰۰۹
۸۸	الفرع الاثیث فی اصول الحدیث	١	رضی الدین محمد بن ابراہیم	مکتبہ ابن عباس مصر	۲۰۰۸
۸۹	التراجم الساقطة من کتاب اکمال تہذیب الکمال	١	الحسن البصری۔طلاب وطالبات جامعہ الملک سعود	دارالمحدث الریاض	۱۴۲۶ھ
۹۰	الرسولؐ فی عیون غربیة منصفة	١	الحسینی الحسینی معدی	دارالکتاب العربی دمشق	۲۰۰۶
۹۱	اضواء علی السنة المحمدیة	١	محمود ابوریہ	دارالمعارف القاہرة	
۹۲	العواصم ممافی کتب سید قطب من القواصم	١	ربیع بن ہادی	مکتبة الغرباء الاثریة مدینہ منورہ	۱۹۹۷
۹۳	العلم النبوی الشریف	١	عبداللہ بن محمد بن سعد	مکتبة العلوم والحکم	۲۰۰۱
۹۴	جہود المحدثین فی بیان علل الاحادیث	١	علی بن عبداللہ الصیاح	دارالمحدث الریاض	۱۴۲۵ھ
۹۵	الدلیل المشیر	١	ابوبکر بن احمد بن حسین	المکتبة المکیة مکہ مکرمہ	۱۹۹۷
۹۶	فتح الواحد العلی فی الدفاع عن صحابة النبیؐ	١	عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد	دارالمحدث الریاض	۱۴۲۹ھ
۹۷	مع العلامہ الزرکلی فی کتابہ الاعلام	١	العربی الدائز الفریاطی	آفاق مغربیہ	
۹۸	نقد المتن الحدیثی واثرہ فی الحکم علی الرواة	١	الدکتور خالد بن منصور الدریس	دارالمحدث	۱۴۲۸ھ
۹۹	الایضاح الجلی فی نقد مقولة صححہ الحاکم ووافقہ الذہبی	١	الدکتور خالد بن منصور الدریس	دارالمحدث	۱۴۲۵ھ

مرحبا ماہِ صیام

علّتِ عصیاں کی لے کر ادویہ ماہِ صیام
مرحبا صد مرحبا لو آ گیا ماہِ صیام

جس قدر ممکن ہو اس کی میہمانی کیجیے
آ گیا قسمت سے مہمانِ خدا ماہِ صیام

طاعت و زہد و ریاضت میں گزارو رات دن
مغفرت کا لے کے مژدہ آ گیا ماہِ صیام

خالق کونین کی جانب سے ہر ہر خیر کا
دینے آیا ہے صلہ صدہا گنا ماہِ صیام

اُس کی بدبختی پہ روتے ہیں زمین و آسماں
ذہن سے اپنے دیا جس نے بھلا ماہِ صیام

کذب وغیبت سے لیا جس شخص نے دامن بچا
اُس کا دامن رحمتوں سے بھر گیا ماہِ صیام

پاک کرلیں آنسوؤں سے دامن تر دامنی
دینے آیا ہے ندامت کا صلہ ماہِ صیام

خالق کونین کے الطاف وانعامات سے
ہے بھرا از ابتداء تا انتہا ماہِ صیام

اِک شب قدر اس کی بہتر ہے ہزاروں ماہ سے
مصطفےؐ کی ہے دعاؤں کا صلہ ماہِ صیام

جس نے استغفار وتوبہ میں گزارے روز وشب
کر گیا دارین میں اُس کا بھلا ماہِ صیام

مومنوں کے دل میں بھر جاتا ہے آ کر ہر برس
طاعت یزداں کا جوش و ولولہ ماہِ صیام

کوئی لمحہ بھی نہ گزرے دیکھ بے یادِ خدا
دے رہا ہے تجھ کو سرور یہ ندا ماہِ صیام

[سرور میواتی]